

هفت روزہ

8/29

خُلا مِلِّدِین

شیخ الفیہ حضرت مولانا علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۶ نومبر ۱۹۶۲ء

یہ از مطبوعات اتحاد خدام الدین لاہور

اللہ علیہ
صلی و

احادیث رسول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخِينُ اللَّهُ لَكَ لَا يَخْفُفُهَا فَقَدْ سَعَاكَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَقَالَ أَرَأَيْتَ لَمْ يَنْفَقْ مِنْ خَلْقِ السَّاعَةِ وَالْأَمْرِ مِنْ فَائِزَةٍ لَمْ يَخِينْ مَا فِي قَبْلِهِ قَالَ رَغِبْتُ عَنْ السَّاعَةِ بِسَبْعِ الْأَمْثَرِ الْيَوْمَ الْيَوْمَ يَخْفُضُ وَ يَرْفَعُ

(رواہ احمد و اشعاف و ابیہقی و دارالحدیث)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کا دست مبارک ہمیشہ پر ہے فیما بین کرنے سے شک نہیں ہوتا۔ شب و روز آفاقا کی بارشیں برساتا رہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب سے اس نے زمین و آسمان بنایا ہے بھلا کتنا خرچ کیا ہوگا اس پر بھی اس کے دست مبارک میں کوئی کمی نہیں آئی اور آپؐ نے فرمایا کہ (پہلے) اس کے عرش اور پانی کے درمیان کچھ نہ تھا۔ (پھر بعد میں خلق پیدا ہوئی) خدا تعالیٰ کے دوسرے ہاتھ میں میزان عدل ہے اسے پست کرتا ہے اور بلند کرتا ہے۔

تشریح :- یہ حدیث قدوس کے غرائز اور اس کی قیمتی کیفیت ہے تاکہ اس کی محتاج مخلوق میں اس کی طرف ایک لطیف انتخاب پیدا ہو جائے۔ اس کا عرش جہاں تھا اب بھی وہاں ہے لیکن پہلے درمیان میں کوئی اور مخلوق نہ تھی پانی ہی پانی تھا اب آسمان زمین بن گئے اس لئے اس کے نیچے بجائے پانی کے آسمان کہا جائے گا۔ جامع ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنوات پر اب بھی ایک سمندر ہے اور اس سمندر پر عرشِ عظیم ہے اگر معتدین اس روایت کو مانع مان لیں تو پھر یہاں پانی سے یہ پانی مراد ہے لینا اچھا ہے۔ حدیث میں اس کو بھر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مگر یہ وہ بھر نہیں ہے جس کی حقیقت ہم کو معلوم ہو۔ بہر کیف حدیث میں اس کی تصریح نہیں ہے کہ پہلے عرش پانی پر رکھا ہوا تھا پھر کبیریں اور اٹھا کر رکھا گیا ہے۔ بلکہ صرف اس کا بیان ہے کہ پہلے اس کے نیچے کیا تھا۔ اسی طرح یہ بھی ہر شے نہیں

ہے کہ وہ پانی ہی پانی ہو۔ بلکہ ممکن ہے کہ جس کو جامع ترمذی کی روایت میں بھر کہا گیا ہے وہ پانی مراد ہو۔ یہاں حدیث میں دست قدرت کے ایک ہاتھ کو یمن یعنی مبارک کہا گیا ہے۔ دوسرے ہاتھ کو آخری سے تعبیر کیا گیا۔ یساہرا کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ مشغلہ میں یہ تصریح ہے کہ ابدی الکن یمن یمن رہتے ہیں جہت سے پاک ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ یمن و مبارک ہیں۔ وہاں دایاں یا بائیں نہیں۔ بعض روافی نے آخری کی بجائے سری کا لفظ کہہ دیا ہے۔ یہ یقیناً راویوں کا اور روایت بالعمنی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عالم غیب کے حقائق ادا کرنے کے لئے جب لفظی الفاظ تنگ ہونے لگتا ہے۔ تو عقلی انسان اسے معائنہ نہیں کرتیں یا پھر اپنے ادراک کے مطابق اس کی شکل و صورت اختراع کرنے لگتی ہے۔ دوسرے سے انکا کے لئے آمادہ ہو جاتی ہے۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ یہ بھی عجیب بات ہے کہ انسان بیرون عقل و فکر کو اپنے میزان عقل و فکر میں قویا جاتا ہے حالانکہ اس کو اپنی عقل کا تصور معلوم، پھر اپنی قوت حافظہ و عقلیہ کا تصور معلوم، اس پر قوت و اہم کا تصادم معلوم، اس کے باوجود جب اس کے سامنے معاملاتِ ربانہ کا ذکر آتا ہے تو وہ اپنی ہی عقل و فکر کی تقلید کرنے لگتا ہے۔ کیا اس کا یہ فرض نہ تھا کہ جو خدا تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق بتلایا ہے اسے وہ اس کے بیرون دھرا مان لینا اور اپنے اس فکر کی تقلید نہ کرتا جو اس کے خیال کا مفکر ہے اور جس کا خیال اس کے حواس کا مفکر۔

(البیہقی ص ۹۹)

رَغَبْتُ عَنْ السَّاعَةِ بِسَبْعِ الْأَمْثَرِ الْيَوْمَ الْيَوْمَ يَخْفُضُ وَ يَرْفَعُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَ أَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطَلَبُ السَّاعَةَ وَ حَقَّقْتُ لَهَا أَنَّ تَنْفَقَ مَا يَنْفَقُ مَوْسَمٌ أَرْبَعِ أَصَابِعِ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ يُرَغِّفُهُ مَا أَغْلَقَ فَصْلًا فَكَلِمَةٍ وَ يَكْتُمُ كِتْمَانًا وَ لَا تَلْدُ ذُنُوبًا بِالنِّسَاءِ عَلَى الْقُرْ وَ شَابَتْ وَ تَحْرَجُ

عَلَى أَعْلَى الصُّعَدَاتِ تَحَارُوتُ أَيْ تَحُلُّ تَحَالِي نَالِ الْيَوْمِ وَ ذِي وَ اللَّهِ كُودُ مَشَ رَأَيْتُ شَعْرَتَا أَحْمَدَ

(رواہ احمد و الترمذی و ابی ہاشم)

ترجمہ :- ابوذرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ باتیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان پر چڑھ کر آواز کر رہا ہے اور اس کو ایسا ہی کرتا جا رہے ہیں کیونکہ اس میں پارائش برابری کوئی جگہ خالی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ میں پڑا نہ ہو اگر تم وہ باتیں جانتے ہو میں جانتا ہوں تو دوباہست کرتے اور جھٹکتے کم اور اپنے بستروں پر اپنی بیروں سے لطف اندوز نہ ہوتے۔ اور خدا کی طرف شور مچاتے ہوتے جنگلوں میں نکل جاتے۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ اسے کاٹش! میں ایک درخت ہوتا (جو جڑ سے) کاٹ دیا جاتا۔ ذکر سب کا مغلطہ نہ رہتا۔

تشریح :- جو بات یہاں شروع میں بطور مقدمہ ارشاد ہوئی ہے وہ تمام عالم غیب پر ایمان ابقان کی روح ہے۔ یعنی عالم غیب ایک ایسا عالم ہے جو ہمارے حواس کے ادراک سے بالاتر ہے۔ اس لئے رسولؐ اس عالم کی ہر چیز عینی دیکھتا یا سنتا ہے وہ سب کچھ ہمارے لئے اسی کے اقتدار پر قابل تسلیم ہوتا ہے۔ یہ عقلی بحث و محصل کا میدان نہیں سماع و مشاہدہ کا مقام ہے۔ یہ رسولؐ کا ہی ظرف ہے کہ وہ اس عالم کے خوفناک سے خوفناک مناظر دیکھتا اور عمل کر لیتا ہے۔ ابوذرؓ جیسا معالی اس جہان ایک مجمل سالِ صالح صرف سن پانا ہے تو اپنی امت کو حیات پر ترویج دینے لگتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عالم غیب عوام کی نظر سے کیوں پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نہ ہر علم ہر غلطی کے قابل ہے نہ ہر تباہی ہر ایک کے دیکھنے کے لائق۔ پھر جب رسولؐ جیسا قلب و بصر تینیں میسر نہیں تو اس سے جھکتی موت۔ اور جو وہ کہتا ہے بس اسے مان لو۔

كَذَبُوا مِنْ أَحَدٍ كَمَا حَقَّقْتُ بِحَقِّ كَذِبِهِ مَا كَذَبْتُ لِقَبْلِهِ

ترجمہ :- تم میں سے کوئی شخص بھی مومن نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ وہ اپنے ملامت جہانی کے لئے بھی وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

خدا م الدین

فون نمبر ————— ۶۷۵۴۵

| | | | |
|-----|----|-----|----|
| جلد | ۱۷ | جلد | ۱۸ |
| جلد | ۱۹ | جلد | ۲۰ |

پاکستان ڈھلاؤ وستان ٹیلیفون
ساتھ
ششامی ۱۱ روپے
سامی ۳ روپے
نی پریچہ ۲۵ پیسے

• سعودی عرب • حکمت • ایلوان
• اندیشہ • ملایا
• ہانگ کانگ • انگلینڈ
• کینے
• سکا لائن • چنگد
• عام ڈاک سے
— ۱۸۶ ۸۷ روپے —
• ہوائی ڈاک سے
— ۲۰ ۶۴ روپے —

• امریکہ
• عام ڈاک سے
۲۴ روپے
• ہوائی ڈاک سے
۸۲ ۸۰ روپے
• فوٹ

اشتراکات کی ذمہ داری شہرین
پر ہوگی

پاکستان کی خارجہ پالیسی

قیام پاکستان سے لے کر اب تک اپنی حکومتیں اس مکتب خدا میں برسرِ قدر آئیں سب کی سب سامراجی حاکم کی جیت و ہمتا تھیں۔ جنگ کی صورت میں ایک دوسرے کے کام آتے کا یہاں دنیا بھی انہوں نے آپس میں بانٹ رکھا تھا اور فوجی معاہدوں کا کافی رشتہ بھی ابھی تک برہمن اسٹور ہے۔ لیکن بھارت کی فاشی حقد آرائی سے متاثر ہو کر سامراجی قوتیں اس کی دستگیری کے لئے کچھ اس طرح لگی ہیں کہ جیسے وہ کسی سوچی سمجھی سکیم کے تحت پہلے ہی سے اس کے لئے تیار بیٹھیں۔ پھر بھارت نوازی میں امریکہ و برطانیہ نے اس حد تک تجاوز کیا ہے کہ پاکستان سے کئے گئے معاہدوں پر پس پشت ڈال دیے اور کارہائیں حکومت کے احتجاج کو بھی نکیر نظر انداز کر دیا اور نہ صرف یہ کہ پاکستان کے احتجاج پر کان نہیں دھرے بلکہ پاکستان سے کئی گنا زیادہ امداد بھارت ایسے نام نہاد غیر جانبدار ملک کو دے کر پاکستان کی فخرت کے منہ پر عبرت ناک طمانچہ بھی رسید کیا ہے۔

اگرچہ ہم ابتدا سے ہی ان کے ساتھ کئے گئے معاہدوں کی حقیقت سے بے خبر نہیں تھے لیکن موجودہ صورت حال نے تو ان کی ساری قطعی کھول کر رکھ دی ہے اور اب فوجی معاہدوں کا جڑے سے جڑا حاشی بھی کسی مزید توسیع فنی میں مبتلا نہیں۔

گوں میں جانا کہ بھارت یہیں کے خلاف سامان جنگ جمع نہیں کر رہا بلکہ کشمیر پر اپنے غاصبانہ قبضے کو برقرار رکھنے اور پاکستان کو اپنی بریں اقتدار کا نشانہ بنانے کے لئے دھیرہ کر رہا ہے۔ اگر نظر غائر

دیکھا جائے تو چین کے ساتھ بھارت کا کوئی جھکاؤ نہیں اور نہ ان کے درمیان عین و غضب کی کوئی آگ بجھ کر رہی ہے۔

چینی سے موجودہ پینشن جنز دکھلا دے اور سامراجی ملکوں سے فوجی امداد حاصل کرنے کے لئے ایک سٹشٹ سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر بھارت اور چین میں واقعی کوئی تنازعہ ہو رہا اور دونوں ملک میں جنگ کی سی صورت حال ہوئی تو اعلان جنگ کا ہونا ناگزیر تھا لیکن یہاں جنگ تو کبھی سفارتی تعلقات تک بدستور قائم ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ بھارت اور چین میں کوئی جنگ نہیں۔ بھارت نے اقوام عالم کو فریب دینے کے لئے یہ کھجور بھایا ہے اور اس کی آڑ میں پاکستان کو بیک بیل کرنے کی ایک نادر کوشش کی ہے۔ لیکن پاکستان بھی مرقع کی نزاکت سے غافل نہیں اور وہ بھارت کے ارادوں سے پوری طرح باخبر ہے۔ پٹانچہ موجودہ حکومت نے اس سلسلے میں جو معتزل اور باوقار رویہ اختیار کیا ہے وہ وہ واقعی قابل ستائش ہے اور ہماری خواہش ہے کہ آج وہ ملک اس پر قائم رہے۔

موجودہ پڑ و قار روش اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت پاکستان کے لئے لازم ہے کہ وہ سامراجی قوتوں سے کئے گئے فوجی معاہدوں کو بھی سخت کر دے جن کے بدلے میں پاکستان کشمیر سے ساحل محرم ہے۔ یہی معاہدے ہیں جن کے باعث انڈیا کی ہاک نے پاکستان کو اپنا دشمن تصور کیا اور پاکستان کی پڑ و مخالفت کی۔ اگر یہ معاہدات نہ ہوتے تو وہ پاکستان کی اس قدر شدید

مخالفت بھی نہ کرتا۔ دوسری طرف ان معاہدوں کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ پاکستان سامراجی ہاک کا آزار کا بننے اور سبب بھی سامراجی ہاک کو ضرورت ہو وہ پاکستان کو جنگ کی آگ میں ایدھ بن کر جھونک دے لیکن اگر پاکستان کو امداد کی ضرورت ہو تو سامراجیوں کے لئے دوسرے کی پابندی قطعی طور پر ناگزیر نہ ہو۔

ظاہر ہے ان حالات میں پاکستان کو تو امریکہ کا حاشیہ بردار بننے کی ضرورت ہے اور نہ روس کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر کھیلنا ہی اس کے لئے نتائج کے اعتبار سے مفید ہو سکتا ہے۔ غیر جانبدارانہ باوقار اور موقع شناسی کی پالیسی اور فطریہ طور سے ہی پاکستان کو اس وقت کامیابی سے بھٹکار کر سکتا ہے۔ اس مرحلہ پر وزیر خزانہ کے بھارتی بھانڈا اور ڈیڑھ بیان کو نظر انداز کرنا بھی ناقدہر شناسی ہوگی۔ انہوں نے صریح فرمایا ہے کہ کوئی قوم غیر ملکی امداد کے سہارے زندہ نہیں رہ سکتی۔ ہم اپنے قومی مفادات کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کریں گے۔ اگر امریکہ ہماری امداد بند کر دے تو یہ اقدام بھی انشاء اللہ پاکستان کے لئے رحمت ثابت ہوگا اور پاکستانی قوم اس کے بعد اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرے گی۔

وزیر خزانہ کے یہ الفاظ درحقیقت پاکستانی قوم کے جذبات کی بچی خرابی کرتے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ سامراجی ملک کی حاشیہ برداری ترک کر کے باوقار اور غیر جانبدارانہ خارجہ پالیسی وضع کرے۔ اس کے بغیر اب کوئی چارہ کار نہیں۔

کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش
آؤ۔

محترم حضرات! آج مجھے وراسل مذکورہ
حدیث اور اس میں بیان کردہ قرآن نبوی
کی شرح اور تعلیم سے متعلق کچھ موصوفات
پیش کرنا چاہیں لیکن وقت ختم ہو جانے کے
باعث میں حدیث کے الفاظ اور ترجمے پر ہی
اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی
توفیق دے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ
انسان کو صحیح معنوں میں انسان اللہ تعالیٰ کا
خوف بنانا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور
حساب و کتاب کا ڈر انسان کے دل میں
نہ ہو تو انسان بیواؤں اور دندوں سے
بھی بدتر ہے۔ لیکن اگر انسان کو خوف خدا
کے ساتھ ساتھ اخلاص اور استقامت کے
دو پرچم لگ جائیں تو وہ آسمانوں پر اڑنے
لگا ہے یعنی خداوند قدوس کے مقرب بندوں
میں شامل ہو جاتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں برائیوں کو نیکوں سے
شانے کی توفیق عطا فرما۔ عشق رسول اور
اتباع نبوی کی دولت سے بہرہ ور فرما اور
ہمہما خاتمہ ایمان کامل پر فرما۔ آمین

اخذار الاسلامی کا اقیب

پیام اسلام
لاہور

پیام اسلام کا ہر شمارہ ایمان افروز مضامین سے
متمم ہوتا ہے۔

پیام اسلام میں اہل حق کی تائید اور فرقہ ہائے
باطل کی تردید کی جاتی ہے۔

پیام اسلام کا ہر شمارہ فکر و بحث کے لئے
متمم آئیں کیفیت لکھتا ہے۔

پیام اسلام میں بدعت فحشاء کے پیش نظر اور
پیش نظر کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

پیام اسلام میں کلام حق پر پیش آمد مسائل پر بھی
تبصرہ کیا جاتا ہے۔

پیام اسلام خود بخود ہے اور دوسروں کو پڑھنے
کی ترویج دلاتے ہے۔

زبدل سالانہ نمونہ پڑھ لیں۔

ہر مہر میں ایچٹھوں کی جدوت ہے۔

میخبر حقیقت بروڈ

پیام اسلام

اندرون شیراز دارالحدیث لاہور

محکم دلائل سے مزین

مؤرخہ ۸ نومبر ۱۹۹۲ء روز جمعہ صبح ۱۰ بجے لاہور میں
ہائین شرف فقیر مولانا عبیدہ انور مظالم نے مندرجہ ذیل تقریریں کر کے بدلتا دفرمایا

خوف خدا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الحمد لله وصلى وسلم على عباده الذين اصطفى
حضرت رحمۃ اللہ علیہ ذکر کے بعد اصلاح
باہن کے لئے کتاب و سنت کی روشنی میں
کچھ لمبیوں اور حق باتیں ارشاد فرمایا کرتے
تھے تاکہ ہم ان پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی
رضا کا شرف نصیب حاصل کر سکیں۔ ہماری
آخرت بھی منور جائے اور دنیا میں بھی ہم
سکون و چین کی زندگی گزار سکیں۔ چنانچہ
میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بیچ میں
حضرت ہی کے طرق کے مطابق کچھ موصوفات
پیش کر دیا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب
کو راہ ہدایت پر قائم رکھے اور عمل کی
توفیق سے بہرہ ور کرے۔

آج کل تقویٰ کا دور ہے۔ نئے نئے
نئے جہنم لے رہے ہیں۔ طرح طرح کے
رہنے دین جن میں پیدا کرنے کی خوشی
ہو رہی ہیں اور کتاب و سنت کی روشنی
کو معدوم کرنے کی نئی نئی سازشیں
آئے دن معرض وجود میں آ رہی ہیں
ان میں ایک فقرہ - فتنہ افکار حدیث بھی
ہے۔ مگر یہ حدیث کا اصل مقصد یہ ہے
کہ وہ لوگوں کو احادیث نبویہ سے دور
کرنے کی نیت تھی کہ کسی مافی التورع کس
اپنی نفسانی خواہشات کو بروئے کار لا
سکیں اور موجودہ حالات میں ہر بے دینی
اور بے حیاتی کو دین کے نام پر رواج
دے سکیں۔ اسی لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ
فرمایا کرتے تھے کہ مگر میں حدیث منکر قرآن
ہے۔ منکر قرآن خرابہ اسلام ہے۔ یعنی بے
ایمان ہے۔ اور اسی حقیقت کے پیش نظر
میں نے بھی یہ معمول بنایا ہے کہ ذکر

کے بعد کوئی نہ کوئی حدیث نبوی پیش
کرنے کی اس کی تشریح عرض کر دیا کرتا ہوں
کہ شرکائے مجلس اور علماء الدین کے تائید
کے دل میں عظمت حدیث نقش ہوتی ہے
اور ہم اس کی روشنی میں زندگی کی
مسافت طے کر سکیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذات
ارشی و سماوی اور اس میں لئے خالق تمام
خلوق کے متکرم اعظم، مطلق اعظم، مگر اعظم اور
بادی اعظم ہیں۔ جو ان کی اتباع کرے گا ان
کے نقوش قدم کو چراغ راہ بنائے گا، ان
کے ارشادات مقدسہ کو دل کی گواہیوں میں
اناسے گا۔ حدیث یار کے انوار سے آنکھوں
کو شگشا کرے گا اور اسے حوز حزان بنائے
گا۔ کامیاب و کامران ہوگا۔ خدا کی رحمتوں
اور توہمات خصوصی کا مرکز بنے گا اور دین
دنیا دونوں میں شادمان و شاد کام ہوگا۔ جو
ان کے طرق سے روگردانی کرے گا، آپ کے
ارشادات سے سرمہ انکھوت کرے گا، آپ
کی سنت کے خلاف کرے گا اور آپ کی
عظمت میں بال برابر فرق ڈالے گا نہیں نہیں
فرق کرنے کا تصور بھی کرے گا تو خوف و خسر
ہوگا اور اللہ کے غضب کا سزاوار ٹھہرے گا۔
دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ
کا حقیقی اتباع اور آپ کے اقوال و افعال
سے سچی محبت عطا فرمائے۔ ہمارے دلوں میں
خدا کا خوف جاگزیں ہو اور سیرتوں میں سنت
مصطفیٰ کے نقوش چمکتے نظر آئیں۔ حضور
علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ حَبِيبُنَا كُنْتُ وَأَنْبِيعُ النَّبِيِّينَ
الْمُحْتَكَمَةُ فَمَنْ خَالَفَ النَّاسَ خَالَفَ خَلْقِي حَسْبِي

ترجمہ حضرت ابوذر غفاریؓ سے
روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ
مجھ سے جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم
ہمیں ہر آدمی کے حال میں رہو -
زعمت میں ہدایت میں، آرام میں
یا راحت میں، رنج و غم میں یا
سکھ میں ہر حال میں انھوں کو
شمارنا یا یعنی خدا سے ڈھونڈ رہو۔
ہر برائی کے بعد دجتم سے سرزد
ہو جائے، نیکی کرو۔ وہ اس کو
شا دے گی۔ نیز اللہ کے بندوں

حکمت کے دوحہ کے معنی: اتحادی الشانہ و الشانہ و الشانہ و الشانہ
وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْعُرُ أَهْوَاءَهُ مُقَرَّبَاتٍ إِلَهُ اللَّهِ وَاللَّهُ كَرِيمٌ ذَا الْعِلْمِ

شفقت علی المخلوق اور ہمدردی خلق

جانشین شیخ القسیر حضرت مولانا عبید اللہ اور مدظلہ العالی

بزرگان محترم!

ہمدردی خلق اور کمال نفع رسانی مسلمان کی بابر الائنز خونی اور شان خصوصی ہے۔ اسلام کا قدس پر یہ ہست پڑا احسان ہے کہ اس نے دنیا میں آکر اخوت انسانی کو قائم کیا

اور نہ صرف سرزمین عرب میں بلکہ تمام عالم اسلام میں یکائیت اور ایک جہتی کی روح پھونک دی اور ساری دنیا کا اپنے دائرہ اثر میں لا کر مشرق و مغرب کا تفرقہ مٹا دیا اور شمال و جنوب اور رنگ و نسل کا امتیاز اٹھا دیا۔ چنانچہ اسی منشا کے نیکی کے لئے کعبہ کا حرم محترم نماز کا قبلہ بنا اور حج کا مرکز بن کر بیت اللہ کے لقب سے ممتاز و متفخر ہوا۔ ورنہ اسلام کا خدا کا جہت کی قید سے اور مکان و زمان کی بندش سے ارفع ہے۔ تاریخ عالم گاہ ہے کہ اسلام کی قوی ہمدردی عالم اسلام سے گور کر تمام دنیا پر محیط ہو گئی۔ اور مسلمانوں کا ابرہہ و کرم اقوم و ملک پر اتنا برسا کہ بلا تیز ذہب و وقت اور دوست و دشمن سب سہراب ہوئے۔ فیض کا دریا رواں بہا۔ بخش و عناد کی آگ جھنڈی ہو گئی جو فرض و نفاق و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔ کبر و نخوت کا نام و نشان نہ رہا اور اسلام کی اخوت و ہمدردی کا بحر بے پایاں اہلئے عالم کو محیط ہو گیا۔ اسلام نے تمام بنی آدم کو بھائی بھائی ٹھہرایا۔ مخلوق خدا کی خدمت کو مسلمانوں کا شعار خصوصی قرار دیا ہے اور بلا تفریق مذہب و وقت، مظلوموں، کمزوروں، بیسوس، غریبوں، یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور مسافروں کی امداد و دست گیری اور نفع و بہبود کو اسلامی زندگی، سچا کہ دشمنوں تک سے حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ مثلاً تاکید ہے (اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظَّالِمِینَ) علم کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ پس دشمنوں پر کسی طرح کی ظلم و زیادتی نہ کرو کہ ظلم و زیادتی کرنے والوں کو اللہ

دوست نہیں رکھتا۔ اپنے ہمدرد بیان پر قائم رہو۔ مظلوموں اور کمزوروں کو مست سداً قسم کے علماء و ائمہ سے تفریق نہ کرو اور سب ہی کی ہمدردی و بھلائی کے خواہاں اور اس میں سرگرم عمل رہو۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اس پیلو سے کون نا آشنا ہے کہ آپ اپنی اور بیوقوفوں کی تمام مخلوق خداوندی کے لئے کس قدر مہربان تھے۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ اعلان نبوت سے بھی پہلے آپ نہایت درجہ قوی ہمدرد اور ملی خیر خواہ تھے۔ عرب قبائل کی اصلاح و ترقی کا خیال آپ کو بچپن سے تھا اور آپ انسانیت کو ادوج کمال پر دیکھنے کے ابتدائی سے خواہش مند تھے۔ اکثر اوقات کہ آپ کو بڑی عادیوں اور حیوانی صفیوں کو کہ اس قدر صدمہ ہوتا تھا کہ آپ اپنی بے بسی کے خیال سے بے اختیار دوڑ پڑتے۔ پیرایہ بیواؤں اور غریبوں کی مظلومیت، انہیں خون کے آئینہ رلائی اور آپ تمام مظلوموں کی خدمت و امداد کرنے میں نہ صرف خود ہر وقت کمر بستہ رہتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی نصیحت کرتے تھے۔ اگر آپ کسی ظالم آقا کو اپنے غلاموں پر ظلم و سختی کرتے دیکھتے تو آپ کا دل نہ بھر آتا۔ اور آپ نہایت دل نشین پیرایہ میں آئے سمجھاتے اور ظلم سے باز رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ بنی امیہ کا ایک امیر اپنی لونڈی کو مار رہا تھا۔ آپ نے اس امیر کو اس ظلم سے منع کیا تو وہ کہنے لگا کہ آپ کو میری لونڈی کے معاملے میں دخل پینے کا کیا حق حاصل ہے آپ نے فرمایا کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ مظلوموں اور بیسوس کی امداد و دستگیری کرے۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو مارا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موقع پر آگئے آپ نے فرمایا: ابوذر! جو قدرت تجھے اس غلام

پر ہے اس سے زیادہ قدرت اللہ تعالیٰ کو تجھ پر حاصل ہے۔ ابوذر زمین پر گر پڑے۔ غلام سے فرماتے تھے کہ اپنا پاؤں جو تے کیت میرے زخار پر رکھ دے کہ میری یہ سخت نکل جائے۔

چنانچہ آپ کی حیات طیبہ میں خدمت خلق کے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے ہمدردی مخلوق کے اعلیٰ سبق ملتے ہیں۔ اور آپ کی ذات تمام خدمت خلق کا مجسم نمونہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلق فرماتے ہیں (خیرنا من صنفج الناس) تم میں سے سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو مخلوق خدا کو نفع پہنچانے کی کوشش بھی فرمایا کہ خدا اس بندہ پر رحم نہیں کرتا جو اس کی مخلوق پر رحم نہ کرے۔

اسلام کا شاندار اصول تمدن

چونکہ انسان قدرتی طور پر فانی الخلق وانی بننا ہے اور اسلام کا مشن اخوت انسانی، عالمگیر ہمدردی اور خدا کی مخلوق کو خدا کے زیر سایہ لانامہ ہے اس لئے وہ اپنے ہم جنس کے ساتھ اشتراک عمل کرنا پسند کرتا ہے۔ اور اسی میں اس کی دل بستگی ہے مگر ساتھ ہی اس کو اپنے اہلئے حسن سے خود غرضی کے باخلاف صمدان تکلیفیں اور ذلتیں بھی برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک انسان دوسرے انسان کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر مذہب نے باہمی برادری کے چند اصول مقرر کئے تاکہ ہم کا انتظام درست رہے اور انسان بل جمل کر سلوک و رواداری کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ مگر تمام دوسرے مذاہب اور مذہبوں کے باخلاف اسلام نے اس کو بڑی طرح سے نہایت سکے۔ اسلام نے جو اصول تمدن بیان کئے ہیں وہ ہر لحاظ سے اعلیٰ، اسبق اور مکمل ہیں۔ جس کو شک ہے وہ چھان چھون کر دیکھ لے۔ اسلام کی تمام جڑا اصولوں جس کے انتظام سے دنیا اور آخرت کے کثرت فائدہ ملتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ خدا کی مخلوق کو فائدہ پہنچایا جائے اور کوشش کی جائے کہ اس کی ذات سے لوگوں کو آرام پہنچے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک فاحش عورت صرت اس دیر سے بخشش کی کہ اس نے ایک کنیز کے دلہنے

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ
ترجمہ: اور اللہ کی تعینات گواہی
کرنے کو غور میں نہیں لے سکتے۔

دیسے ہر مومن توبہ کرنی چاہئے۔ نوح پر
یا خشیت ہر توبہ سے دکھ کو دور کرنے
کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ دراصل یہ
توبہ اور کوشش بھی ایک تقدیر سے دوسری
تقدیر کی طرف جانے کے حادثہ ہے اس
ضمن میں کسی قابلِ ذکر کے مشورہ سے
ظاہری توبہ بھی کرنی چاہئے۔ آج کی سائنس
اور ایجادات کا دور ہے۔ ایک آلہ سماعت
ماتا ہے وہ ضرور خریدنا چاہئے۔ اور اپنی تعلیم
جاری رکھنی چاہئے۔ اگر ایسا نہ ہو گے تو غریزہ
کو جیسے کہ گوشتے اور بہروں کا کھول لاہور میں
موجود ہے اس سے استفادہ کرنے
اگر وہاں تعلیم کے لئے جانا پسند نہ کرے تو
کشیدہ کاری اور گھریلو دستکاریوں سے اپنی
زندگی خوشگوار بناتے اسل
مرح اپنے والدین پر بروہ
نہیں بن سکتی نیز قرآن کا گہرا
دلی مطالعہ کرے۔ ترجمہ سمجھ کر
پڑھے انشاء اللہ سب دیکھ دوں جو جانے
اس کا نتیجہ یہ ضرور ہوگا کہ صبر نصیب ہو جائے
گا ہماری دعائیں اس کے ساتھ ہیں لیکن
بے صبری درست نہیں۔

توفیق کلام سے بھی استدعا ہے کہ غریزہ
کے حق میں غلوں دل سے بارگاہِ ایزدی میں
دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ فریادِ مظلومین و مظلومین
فرمائے۔ کسی دیکھا کے حق میں دعا کرنا بھی نیکی

ہے کسی دیکھا کو دیکھ کر انسان کو محبت
حاصل کرنی چاہئے کہ وہ خود ظاہری آزمائش
سے محفوظ رہے۔

محبتِ سعدی کہتے ہیں ایک دھرم میں
گرمی کے دلوں میں پتھر ریگستان سے گزر رہا
تھا، پاؤں جل رہے تھے، اپنے پر پڑے تھے۔
اور میرا بڑا حال ہو گیا تھا خوفِ شکایت
زبان پر آیا کہ یا خدا! میرے پاس جوتا بھی
نہیں رہا۔ اُنماں وغیرہ جامع مسجد میں پہنچا
تو دیکھا کہ ایک آدمی ہے جس کے پاؤں ہی
نہیں ہیں۔ فوراً سجدہ میں گرا اور کہا مشکوے جوتا
نہیں تو خیر پاؤں تو ہیں۔ دعاے خیر اور آزمائش
سے گھبراہٹوں کے گناہ کئے ہیں اور دیکھو کایوں
کے درجے بلند ہوئے ہیں۔ یوں تو ہر تعلیم کا
ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت کے فرمایا کہ
اگر بندے کے کاٹا بھی پیچھے خدا کی رحمت
سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ غریزہ
کو مذہبی کاموں کے بغور مطالعہ سے بھی سکون
مل سکتا ہے اور گھریلو دستکاری میں محارت اور
کشیدہ کاری سے بھی دنیا بہترین سکتی ہے اگر
انسان اس طرف طبیعت لگائے تو مفید نتائج
مل سکتے ہیں اور پچھ مرتب کا دور دورہ ہو سکتا
ہے۔ لیکن اگر شکوہ شکایت پڑا آئے تو فرما کر
خُصْرُ الدُّنْيَا وَالدَّخْلُ خَيْرٌ مِّنْ الْغَدَاةِ
موجودہ دور کی جلد فانی اور سحر طرانی کی
جگہ حضرت نبی نبی رحمتؐ زوہر حضرت ابوبکرؓ
حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؓ اور حضرت زینبؓ
اور حضرت صاحبزادہ کبیر شریفؓ والے کی زندگی
کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اور صبر و شکر سے کام

لینا چاہئے۔ اِنَّ اللّٰهَ الصَّابِرُونَ ۵ ترجمہ: اللہ
صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اور کیا چاہئے۔
جس کو اللہ ساتھی بنائے۔ نیز پارہ ۱۲ سورہ صبر
کے تیسرے رکوع کی ایک آیت کا ترجمہ یوں ہے
انسان پر دنیا میں جو بھی تکلیف یا مصیبت آتی
ہے وہ پہلے سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے
اس لئے جو نقصان ہوتا ہے اس پر ہر شکوہ
شکایت یا جہیز خرباز جائز نہیں اور اس کا ہم
بھی نہ کھاؤ اور جو کچھ مقدر سے ملے اس پر
اترنا بھی درست نہیں کیونکہ اللہ شکر کرنے والوں
کو پسند نہیں کرتا نیز ان لوگوں کے لئے خوشخبری
ہے کہ جب انہیں کوئی مصیبت آتی ہے تو
وہ کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے بندے ہیں اور ہم
سب نے اللہ ہی کی رحمت لوٹ جانا ہے ایسے
ہی لوگوں پر اللہ کی سلامتی اور رحمت نازل
ہوتی ہے اور یہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں۔
(پارہ دوم رکوع دوسرا)

دعا ہے کہ خدا غریزہ کو سماعت دے اور
ہم سب کے حال پر رحم فرمائے۔ (علا میں)

ابن ماجہ شریف

آجہ وقت میں
حدیث کی مشہور و معروف کتاب سنن
ابن ماجہ شریف مترجم اردو کا ۱۲ روپے
۱۲ روپے کے لئے ۲ روپے محصول ایک روپیہ
کل ۲ روپے بیچ کر آج ہی طلب فرمائیں
مولا قاری عبدالغفار
امام محمدی
آرٹھیلی حیدر آباد میں روڈ کچی خوش نمبر ۵۸

آلہ مکبر الصوت - لاؤڈ سپیکر سیٹ

۱۔ اکثر دینی و دیگر اداروں میں ہمارے ہی نصب کردہ ہیں
معقول قیمتیں اور ضخیم سروس۔

۲۔ مساجد اور گھروں میں ایک ٹکڑا آٹومیک وائبرٹیر استعمال کیجئے، آلہ سماعت بھی دستیاب ہیں
محمد ابراہیم اینڈ کمپنی (۱۹۵۳) لمیٹڈ

| | | | |
|--|---|------------------------------------|---|
| چٹا چٹانگ صدر گھاٹ روڈ فون: ۲۵۳۳ | لاؤڈ سپیکر ۵/۹ - دی مال فون: ۶۸۸۲ | لاہور ۴۵ - دی مال فون: ۳۲۱۳۰ | صدر دفتر چٹانگ ۵۰/۱۲ - انریٹری روڈ صدر نومبر ۵۳۱۵۴۵۱۸۵۴۵۵ |
|--|---|------------------------------------|---|

کو عقیدہ یہ بات سمجھائی دھنوبی کیلئے کو اسکاظم
نہ تھا اور اگر بالفرض انہیں علم ہوتا تو
یقیناً آپ اس واقعہ سے آگاہ ہوتے۔ اس
لئے آپ ہمیشہ وہ احکام خداوندی لوگوں کو
بیان کرتے جو آپ پر وحی کے ذریعے نازل ہوتے
تھے۔ یہ سب جیسے کہ قبل انہیں یہ واقعہ کتب
نامیہ اور بائبل میں موجود تھا لیکن اس کی
حقیقت، محض ایک انسان سے ہی زیادہ نہ تھی
لیکن قرآن نے حضرت یوسف علیہ السلام کے
واقعہ کو تفصیل صاف اور موثر انداز میں پیش
کرنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ نتائج کی طرف اشارہ
بھی کیا۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ یوسف میں حضرت
یوسف علیہ السلام ایک خواب دیکھتے ہیں۔
حسن میں چاند، سورج اور گیارہ ستارے
یوسف علیہ السلام کے آگے سر جھوڑتے ہیں
چونکہ ابھی آپ بچے ہی تھے تو آپ نے اپنا
سارا خواب اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام
کو کہہ سنایا۔ آپ کے والد ماجد اللہ کے راجح
بنی تھے تو آپ خواب سن کر اس کی تعبیر
سمجھ گئے کہ پروردگار عالم حضرت یوسف علیہ
السلام کو نبوت و حکومت سے سرفراز فرمائے
گا۔ چونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے
پرانے حالات زندگی یاد تھے اور جانتے تھے
کہ ان کے بھائی نے کس طرح آپ کو
میلہ نہ کر دیا تھا۔ اس کی بنا پر حضرت یعقوب
علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو
سمجھایا کہ اپنے خواب اپنے بھائیوں کو مت بتاؤ۔
کیونکہ شیطان ان میں ضرور رختہ اندازی کرے
گا اور بھائیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے
خلاف کر دے گا۔ یہیہ تم ان سے باطل
مختلہ رہو گے تو پروردگار عالم تمہیں تنہا
الاداشہ یعنی تنہاؤں کی تک پہنچا سکھائے
گا اور تیرے پرانی رختہ و عنایت کرے گا۔
جیسا کہ اس سے پہلے اللہ رب العزت نے
ہمارے بڑوں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور حضرت اسمعیل علیہ السلام پر اپنا احسان
کیا تھا۔ اور فرمایا کہ یقیناً تیرا رب بڑی حکمت
والا اور سامنے والا ہی ہر ایک چیز سے باخبر
ہے۔ اس لئے آپ انہی امت میں حکم سے کہ میں
یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ
میں مختل معدوں کے لئے بیشمار نشانیں مقرر
ہیں۔ تاکہ لوگ انہیں جان کر اپنے آپ کو سرخ
علی جامہ پہنائیں۔

چونکہ سید ایک بڑی بلا ہے اور اس کی
آگ انسان کو آتش بے غار تک پہنچا دیتی ہے
اور یہ حسد و حسرت، یوسف علیہ السلام کے

بھائیوں میں پیدا ہوتا ہے اور وہ آپس میں
کڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے والد کو کھینچے ہیں کہ تو
ہم سب سے بڑھ کر یوسف اور اس کے
بھائی کو زیادہ چاہتا ہے۔ حالانکہ ہم دونوں
سے زیادہ قرب رکھتے ہیں اور ساتھ ہی ہی کتے
ہیں کہ ہمارا باپ غلط پر ہے۔ چنانچہ وہ آپس میں
لڑنے لگے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے
دور دراز ملک میں پھینک دینے کا ارادہ کرتے
ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام
کے بعد ہمارے باپ کی تمام تر توجہ ہماری طرف
ہی مرکوز ہو کر رہ جائے گی۔ اور بعد میں ہم اپنے
اس کئے ہوئے فعل یعنی یوسف کو قتل کرنے یا
کسی ملک میں بھیج دینے کی معافی مانگ لیں
گے اور صالح بن جائیں گے۔

اس واقعہ کے پیش نظر خواہ صاحب نے
فرمایا کہ قہروں کو عام طور پر یہ شبہ ہوتا ہے
کہ جو ان کے عالم میں جی بھر کر کھیل کر دیکھ کر
اور گناہ بھی کریں لیکن پھر صلیب میں اپنے لئے
افعال و اعمال کی اللہ رب العزت سے معافی
طلب کر لیں گے اور شاہد مگن ہے کہ بعد
میں اللہ تبارک و تعالیٰ توبہ کرنے کی توفیق ہی نہ
دی۔ اس لئے اس پر سنگی لگانا کافی نہیں ہے
بچ کسی نے کہا ہے کہ:

”د جو انی توبہ کردن شیوہ یتیمبری“
اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے
علاقہ بھائی بھی اپنی تدبیروں میں مصروف تھے۔
لیکن اللہ کی تدبیر کے آگے سب بیچ میں آتا ہے
لئے آپس میں مل کر مشورہ کیا کہ یوسف کو کسی
گناہ مکر میں پھینک دینا چاہئے۔ تاکہ کوئی
جھوٹا شک نہ مٹا کر آئے گا اور اسے نکال کر لے
جائے گا اور اسی مشورہ پر کاربند ہو کر باپ
کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ہم کلیر کی
غرض سے باہر جا رہے ہیں تو یوسف کو بھی
ہمارے ساتھ بھیج دے تاکہ وہ بھی چھڑے اور
پھل وغیرہ کھائے، لیکن باپ راضی نہ ہوا
آؤ اگر بولے کہ تو ہم پر یوسف کے متعلق ذرا
بھی پھروں نہ نہیں کرنا۔ حالانکہ ہم تو اس کے پتھر
ہیں۔ آخر باپ نے اجازت دے دی لیکن دل
طور پر وہ بھیچنا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ حضرت
یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں تمہاری
عدم موجودگی میں اسے کوئی بھیڑیا وغیرہ نہ کھا
جائے۔ نیچے اس سے غور نظر آئے۔ تو کہنے
لگے کہ وہ باپ باوجود اس کے کہ ہم طاقت ور
ہیں، ایک مضبوط طاقت ہیں ہمارے ہوتے
ہوتے اسے بھیڑیا وغیرہ کیسے کھا سکتا ہے
آؤ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ
لے گئے۔

اب حکمت خداوندی دیکھتے وہ سفر
کے دوران اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا چاہتے
ہیں تو خداوند کریم حضرت یوسف علیہ السلام کو
متنبہ فرماتے ہیں کہ یہ جو کچھ تیرے پیش
آئے وہ بالکل اپنے فکر و سب سے بچ کر بھاگ کر
اور وہ تھے اس وقت تیرے سامنے تھے۔ آخر کار
وہ حضرت یوسف کو وادی دوتین میں ایک
خشک کن میں پھینک دیتے ہیں اور وہیں
گھر آ کر روتی صورت میں اپنے والد کو کہتے
ہیں کہ ہم دور تھے جہاں میں مصروف تھے
اور یوسف ہماری پیڑوں کی گمانی کر رہے
تھے اتنے میں بھیڑیا آیا اور اسے کھا گیا اور
حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ بچو
کسی جانور کے خون سے آلودہ تھا باپ نے
سامنے پیش کیا۔ اور اپنی صفائی بیان کر گئے۔
اور کہنے لگے کہ اسے باپ تو ہم پر اعتبار نہیں
کرتا۔ حالانکہ ہم تو باطل میں تھے ہیں حضرت
یعقوب کے سامنے اپنا کورب اور جھوٹ
صرح بیان کرتے ہیں۔ آخر حضرت یعقوب
علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ باطل غلط ہے اور
صوت تم نے سکاری اور فریب کیا ہے۔ اچھا
اب مبرہنی بہتر ہے۔ میں اللہ ہی سے مدد
مانگا ہوں تاکہ وہ تمہارا فریب ظاہر کرے۔
اس کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام
کو بھی کیا کہتے تھے۔ (باقی آئندہ)

محسن کائنات رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی
سیرت مقدسہ
دور حاضر کے عظیم انسانی کی عظیم تقریریں
سید مسلمانانِ مکتبہ
مولانا امجد علی محمد بدایا علیہ السلام
۲۲ صفحات
چار آنے کے محکمہ بیچ کو طلب فرمائیں۔
مکتبہ الرشید دیکھ
میاں چنوں جیل ملتان

سوانح حضرت عبدالقادر جیلانی
حضرت مولانا مولانا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح
حیات کے سلسلے میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی
کی خدمت میں مضامین ارسال کرنا چاہتے ہیں وہ جب
ذیل پتہ پر بذریعہ بریلی بیچ دیں یہاں سے تحفہ تحفہ
بیچ دیئے جائیں گے۔
حاجی مبین احمد صاحب ام ایڈیٹر سوڈا لاہور

گھیرنے کی ضرورت نہیں اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اسلام فرقہ داریت کو ہوا تو کیا دیتا وہ تو آپ کی اس اصطلاحی جمہوریت اور جماعت کی آخری حد کو بھی ناکافی جمہوریت بلکہ فرقہ داریت کہتا ہے۔ کیونکہ اس کی جمہوریت ان شادی جمہوریتوں سے کہیں زیادہ بلند و بالا تر ہے۔

آپ کے یہاں تو فرقہ داریت صرف یہ ہے کہ مذہب کے نام پر کوئی سیاسی جماعت کھڑی ہو کر یا کٹھنری سیاست کرتی ہے اور اس سے ایک ملک کے مذہبی فرقوں میں کشیدگی اور کش کش شروع ہو جائے کیونکہ یہ رقابت اور پھوٹ آپ کے نزدیک ملک کے لئے مضر ہے۔

لیکن اسلام کہتا ہے کہ اگر تم نے وطن کے نام پر تمام مذہبی فرقوں کو جمع بھی کر لیا اور وہ کسی حد تک ہم آہنگ بھی ہو گئے تو جبکہ آج کل کے بین الاقوامی ردعملوں کے درمیان وسائل حیات اور ہجر ایکادات و ضروریات کے دور میں کسی ملک کی سیاست بھی محض داخلی اور مقامی معاملات کی حد تک نہیں پھرنی سکتی بلکہ امر خارجہ، بین الاقوامی اور بین الاقوامی سیاست ہی پر جرح کر سکتی ہے تو ظاہر ہے کہ جب ہر ملک اپنے مفاد کو سامنے رکھ کر معاملات کا تصفیہ چاہے گا تو لامحالہ دونوں ملکوں کے مفادات کسی نہ کسی مرحلہ پر ٹکرا کر ان میں باہم وطنی رقابت پیدا کر کے رہیں گے اور اس صورت میں اگر مذہبی نہیں تو وطنی فرقہ داریت نمایاں ہو جائے گی جو بالآخر اسی کشیدگی اور جنگ و جدال پر منتج ہوگی۔

اس لئے اسلام ایسی وطنی جمہوریت کو بھی فرقہ داریت ہی کہے گا کیونکہ نتیجہ میں یہ وطنی فرقہ داریت اس مذہبی فرقہ داریت سے کم نہیں ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ اسلام کی لائی ہوئی جمہوریت دنیا کی ان جمہوریتوں سے بہت بلند اور علی الاطلاق بہر گیر ہے اس کا مقصد تو یہ ہے کہ دنیا میں سارے انسان بھائی بھائی کی طرح زندگی بسر کریں۔ مذہبی فرقہ داریت ہے نہ وطنی فرقہ داریت اور نہ ہی اور کسی قسم کی فرقہ داریت قائم رہے بلکہ پوری دنیا ایک ہی عالمگیر ملک اور ایک ہی فطری ہم گیر نقطہ پر آجائے۔

هُوَ الَّذِي يُرْسِلُ رُسُلَهُ بِاللُّغَةِ الَّتِي يَلْعَنُ فِيهَا الشَّيْطَانُ عَلَى الَّذِينَ يَدْعُوهُ إِلَى الْفِتْنَةِ وَاللَّهُ يَلْعَنُ الْفَاسِقِينَ ۝ ۱۳ (ترجمہ) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ

دنیا میں صراطِ اسلام ہی آخرت میں مساوات کا پرچار کرتا ہے

آپس عباد الرحمن کو دیکھنا دینی حکیم الاسلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام

کہ ان کے پاس دلائل واضح چرخ چکے تھے۔ باہمی خدا اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے، پھر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو وہ امر حق جس میں اختلاف کیا کرتے تھے بغضہ تعالیٰ بتا دیا اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں راہ راست بتا دیتے ہیں۔

پھر انسانی ازل کی طرح انسانی اندکے باز میں بھی اسی نے دعویٰ کیا کہ دنیا بالآخر پہلے کی طرح آئیں بھی مجھے ہی پہلے کی اور لوگ مجھ پر ہند کر اور ہر طرف سے تنگ آکر میرے ہی دامن میں پناہ لیں گے تو پھر وہ امت واحدہ بن جائیں گے۔ اور ان کی یہ فرقہ بندیان مٹ جائیں گی۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے:-

لَا يَنْبَغِي عَلَى الْخَلْفَةِ أَنْ تَصِلَ بَيْتَ مَنْزِلِهِ لَا يَنْبَغِي أَنْ تَخْلَعَ اللَّهُ الْأَسْلَامَ صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ عَزِيزُونَ ذَلِيلٌ خَلِيلٌ خَالٍ فَيَكُونُ الْكَذِبُ كَلِمَةً بَلَدًا

ترجمہ: زمین کی پشت پر کوئی مٹی اور کپڑے کا گھر باقی نہ رہے گا۔ کہ اللہ اس میں اسلام کا گھر داخل نہ کر دے خواہ عزت والوں کی عزت و شوکت سے یا ذلت والوں کی ذلتوں سے تنگ ہو کر۔ راوی نے کہا پھر تو دنیا میں پورا دین صراط اللہ ہی کا ہو جائے گا لیکن نہ کوئی فرقہ رہے گا اور نہ کوئی مسلک باقی رہے گا۔

پس ایسی فطرت سے آپ کیوں ڈرتے ہیں جو دنیا سے فرقہ داریت کو نیست و نابود کرنے کے لئے آئی ہے اور جس نے ماضی میں ایسا کر کے دکھایا بھی ہے اور مستقبل کے لئے اسی کی پیشگوئی بھی کی ہے جو یقیناً پوری ہو کر رہے گی۔

پس جبکہ آپ کا دعویٰ اور مقصد بھی فرقہ داریت کو مٹانا ہے تو آپ اسلام کی تکذیب یا اس سے بے اعتنائی کرنے خود اپنی تکذیب کر رہے ہیں اور خود اپنے ہی کو مجھوتے جا رہے ہیں اس لئے اس سے

اسلام دنیا میں تصدات یا فرقہ دارانہ کشیدگیاں اور دھڑے بنیاد کرنے کے لئے نہیں آیا بلکہ وہ ان فرقوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے اور نہ صرف اخلاقی ہی طور پر بلکہ اصولاً اور قانوناً بھی۔ یعنی وہ اپنی اصول اور قانونی حیثیت میں بھی اختلاف اور جتنے دنیا کی ہر قسم نہیں بلکہ اتحاد ذات الہیہ اور اس کے اگے بڑھ کر بین الاقوامی اتحاد کا پیغام لے کر آیا ہے پس اختلاف خود اس کا ثمر نہیں بلکہ اس سے ہٹ جانے کا نتیجہ ہے۔ فرقے بنتے ہی ہیں اس سے ہٹ جانے اور اسے چھوڑ دینے پر اس نے دعویٰ کیا ہے کہ جب ابتداء سے انسانی دنیا کے انسان مجھے پکڑے ہوئے تھے تو امت واحدہ تھے اور ان میں کوئی فرقہ داریت نہ تھی لیکن بعد میں جب انسانوں نے میری رسی چھوڑ دی اور خود راہ پر آگئے تو فرقے بن گئے پھر بھی میرے ہی داعیوں نے ان کی فرقہ داریت کو طاقا چاھا اور ہٹ پھٹ مٹا بھی۔ کہ بعض نے مانا اور بعض نے مانا اور دعوت رد کر کے اپنے اسی انتشار اور پراگندگی پر جے رہے۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً خَلَقْتُ اللَّهَ الْبَشَرِ مَبْتَدِئِينَ وَمُتَوَسِّلِينَ وَأَنْتُمْ مَعَهُ فِي الْكُتُبِ وَالْأَخْلَاقِ مَبْتَدِئِينَ وَالنَّاسُ فِى الْخَلْقِ قَبْلُ وَاصْتَخَفْتُ فِيهِ أَلَدًا لِّيُنْزِلَ فِيهِ أَنْزَاؤُهُ مِنْ بَيْنِ مَا كُنَّا تَحْمِلُ الْبَيِّنَاتِ كَيْفَا يَكُونُ قَدَرُ اللَّهِ الَّذِي أَنْزَلْنَا لَهَا أَصْنَافًا مِنْهَا وَلِيُخْرِجَ مِنْهَا ذُرِّيَّتَهُمْ وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ ۱۰۰

ترجمہ: سب آدمی ایک ہی طریق کے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو کہ تو فحشری سناتے تھے اور ان کے ساتھ کتابیں بھی بھیج کر طور پر نازل فرمائیں اس فرض سے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں ان کے امور خالصہ میں فیصلہ فرما دیں اور اس کتاب میں اختلاف اور کسی نے نہیں کیا مگر صرف ان لوگوں نے نہیں کہ وہ کتاب ملی تھی بعد اس کے

اس نے اپنے رسول کی ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے۔

پس اگر اسلام کے نام سے فوجیں نہیں اور گھریلو نہیں، اس کا نصب العین اسلحہ فرقہ داریت کو ہمارا دنیا میں جو انسانوں سے انسانوں کا خون ناحق کراتی ہے بلکہ اس کو بڑے سے اکٹھا ہے اور نہ موت ایک ہی قسم کی فرقہ داریت کو مٹاتا ہے بلکہ مادنا دنیا میں جتنی نوع کی بھی شک اور خوف فرقہ داریتیں ہو سکتی ہیں ان سب کو ختم کر کے ایک ایسی عالمگیر جمہوریت کا نظریہ نظام قائم کرنا ہے جس میں ساری دنیا کے مسلمان مل جل کر کھائی بجائی کی طرح زندگی بسر کریں ایک نظام میں مشک ہوں ان کی حکومت بھی عالمی ہو اور مسک بھی عالمی، وہ اقوام نہ ہوں بلکہ قوم واحد ہوں۔ اور ان کے دھن کے ٹکڑے نہ ہوں بلکہ ساری دنیا دھن واحد ہو سیاست بھی ایک ہو اور دنیا بھی ایک ہو۔

اسلام نے یہ دعویٰ کیوں کیا؟

کسی جمہوریت یا خوش اعتقادی کے طور پر نہیں بلکہ اپنے عالمگیر اصول کے بل بوتے پر اس نے اصولاً ایک ایسی عالمگیر برادری کا پتہ دیا جس میں تمام انسان، انسانیت کی حیثیت سے بھائی بھائی ہو جائے ہیں اور یہ مصنوعی اور پرستار ختم ہو جائے جو دنیا کو مختلف رنگ کے فرقوں میں بانٹے ہوئے ہے۔

دنیا میں سب سے پہلی فرقہ داریت اور گروہ بندی سب کے بل بوتے پر ہوتی ہے ایک بلتہ اپنے آپ کو سورج کی اولاد کہتا ہے اور دوسرے کو سیاہ کہے کی۔ ایک اپنے آپ کو خدا کے من سے نکلا ہوا بتلاتا ہے اور دوسرے کو پاؤں کے نیچے سے پیدا شدہ۔ اس لئے اپنے آپ کو اونچ کہتا ہے اور دوسرے کو چپ۔ اس کے پاس بیٹھنے سے عار کرتا ہے۔ اس کے ساتھ مل کر عبادت کرنے سے پہنچ کرنا ہے، اس کے ہاتھ سے کھانا گوارا نہیں کرتا، اس کے سایہ سے بچنا کہ ضروری خیال کرتا ہے۔ یعنی شرکت میں پہنچ کرنا ہے اور اس طرح دو قوسوں میں اونچ نیچے سے سمجھت چھات پیدا ہو جاتی ہے اور دو بیٹے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا اور قطع ہو جاتے ہیں گویا وہ دونوں ایک نوع کے افراد ہی نہیں تھے بلکہ ایک نوع آسانی تھی اور ایک

نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر فرقہ داریت کا مظاہرہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک انسانی طبقہ دوسرے طبقہ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائے اور انسانی برادری کے دو ٹکڑے ہو جائیں اور ظاہر ہے کہ اگر کسی مسک اور کسی مذہب میں یہ اصول موجود ہوگا تو وہ جمہوریت تو کیا جمہوریت کے نام سے بھی آشنا نہ ہو سکے گا وہ انسانوں کو ملانے کا تو کیا ہمیشہ ان کے ٹکڑے کرتا رہے گا جس سے جمہوریت کے بجائے الفردیت بلکہ انفرادیت کے جرائم ان میں پردوش پاتے رہیں جو جہانگیر وہ عالمی حکومت یا عالمی مسک دنیا کے سامنے لائے۔ یہی بڑی اور اونچ نیچہ انسانوں کا ایک طبعی غیب تھا جو دنیا میں پھیل پھول رہا تھا اور دنیا بھر کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ثابت اس سے روک رہے تھے نہ قریب بلکہ اس کو اپنا پیلائی حق سمجھے ہوئے تھے کہ اپناک اسلام نے اپنا پہلا اصول اس ہی فرقہ داریت کو مٹا کر کسی یکساں پیدا کر دینا قرار دیا تاکہ دنیا کے انسان ایک دوسرے کے قریب آجائیں اور ان میں ایک ہمگیر اشتراک عمل پیدا ہو۔ اس نے اعلان کیا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ

أُنْثَىٰ (آپ ۲۶: ۱۷)

ترجمہ: اے لوگو! آپے ایک ہم نے تم کو ایک مرد و آدم اور ایک عورت (نسا) سے پیدا کیا۔

ایک دن باپ کی اولاد ہی کو بھائی بھائی کا جانا ہے اور ان بھائیوں ہی کے درمیان فی رشتہ کا نام اقوتہ اور برادری ہے اسلام نے ساری دنیا کے انسانوں کو اسی رشتہ اخوت کا پابند اور اس سے بچلا دیا۔ بتلایا کہ کسی کو سورج کی اولاد کہا اور نہ کسی کو کالے تہ کے کی، نہ کسی صفت انسانی کو خدا کے من سے پیدا۔ بتلایا اور نہ کسی کو پاؤں کا پامال کردہ، بلکہ سب کو ایک ماں باپ کی اولاد کہہ کر انہیں ایک دوسرے کا سادی اور ہمر بتلایا جن کی انسانیت میں کوئی باہمی تفاوت اور اونچ نیچہ نہیں۔ جو کیا جائے تو یہ اخوت، مساوات سے کہیں زیادہ اونچا مقام رکھتی ہے کیونکہ عرفی مساوات کے معنی قانون میں برابری کے ہیں۔ یعنی قانون کی نگاہ میں سب برابر ہوں نہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات سے بھی اونچ نیچہ نہ ہو بلکہ ذات پات کی اونچ نیچہ ہوتے ہوئے قانون کی مساوات زیادہ نمایاں ہو جائے

اور قابل درج ہوتی ہے۔ مساوات سے انسانوں کی یکساں ثابت نہیں ہوتی۔ قانون کی یکساں ثابت ہوتی ہے۔ لیکن ہوت کے معنی ہی عزم تفاوت کے ہیں۔ کیونکہ اقوتہ کہنے میں ایک اصل کی چند فرع ہیں۔ ایک اصل میں شریک ہوں اور ایک ماں باپ کی اولاد سے ہوں اور ظاہر ہے کہ جب تمام انسان ایک ہی اصل کی شاخیں اور ایک ہی ماں باپ کی اولاد ٹھہرے تو ان میں اونچ نیچہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا اور اگر پھر بھی وہ اونچ نیچہ ہوں تو وہ ایک اصل کے باقی نہیں رہ سکتے ہیں اسی یکساں برابری اور ایک اصل کا نام اقوتہ ہے۔ اور اسی کے معنی بھائی، بھائی ہونے کے ہیں پس قرآن نے اس آیت میں سارے انسانوں کو بھائی بھائی کہہ کر ایک عالمگیر برادری اور حقیقی مساوات کا سبق دینا کہ

بُطْحَا دِیَا اور ان کے درمیان سے منافرت کی بچ و بنیاد اکھاڑ کر چھینک دی۔ کیونکہ منافرت اور وحشت دوسری اور دو چیزوں کے افراد میں ہو سکتے ہیں۔ ایک نوع کے افراد اور ایک اصل کی دو شاخوں میں وحشت اور نفرت کے کوئی معنی بھی نہیں مجاہدیت (دم بلس ہونا) موافقت (گھنڈاری کی) جڑ ہوتی ہے نہ کہ منافرت کی۔ پھر قرآن نے تو دنیا کے سارے انسانوں کو بھائی بھائی ہی بتلایا تھا جس سے ان سب کا ایک اصل مونا واضح ہوا تھا۔ حدیث نبوی سے اور آگے بڑھ کر ان سارے انسانوں کو ایک

جوہر بھی ثابت کیا ہے۔ ارشاد ہوا۔

شَکَّلَهُ بِنُورٍ وَاحِدٍ وَادَّخَلَ فِيهِ نُورًا

ترجمہ: ہم سب کے سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ یعنی تمہارا جوہر خلقت میں ایک ہی ہے۔ اور وہ مٹی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب مادہ خلقت اور جوہر تمام بھی سب اقوام کا ایک ہی ہو تو قطعاً یا قطعاً اقوام عالم میں کوئی وجہ نفرت باہمی کی باقی نہیں رہتی بلکہ موافقت باہمی کی بھی انتہا حد آجاتی ہے جس سے باہمی کے رد کا دوسرے کو غصہ نہ کرنا اور ایسی ہی ہو جاتا ہے۔ شیخ سعدی نے اسی حقیقت کو نظم کا لباس پہنایا ہے۔

بنی آدم اھضائے یک دگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چو غصہ بود آورد روزگار
دگر غصہ با رافت نہ مستند

کوئی دوسرا مسلک نظر نہیں آتا۔

غور کیا جائے تو انسانوں میں یہ رشتہ رنگ و ملت اور وقت قائم کر کے اسلام نے مذہب ہی کا نہیں انسانیت کا احترام قائم کیا ہے اور ثابت کیا کہ انسانوں کا کوئی طبقہ کسی حالت میں بھی بغض العین نہیں کر دہ تو وہ اُس سے چھوٹی ہوئی چیز بھی جس بن جانے انسان انسان ہے اور اُن اس سے کسی حال میں بھی قطع نہیں ہو سکتا اس کے ہاتھ میں گندگی آ سکتی ہے اس کے خیالات ناپاک ہو سکتے ہیں مگر خود انسان اور انسانیت کا جوہر نہیں مٹ سکتا اور اس انسانیت کی حیثیت سے ہر حال وہ واجب الاحترام ہی رہے گا۔ اس کی انسانیت بھی گندہ نہ ہوگی۔

اس سے شریعت اسلام میں کسی انسان کا خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اپنی خودہ ناپاک نہیں اُس کا ہاتھ لگا ہوا تو کیا ہی ناپاک ہوگا یہ دبی پاسداری اور نفس انسانیت کا احترام کرنے اور نہ اگر اس کی ہاتھ لگی خشک یا تیز یا ہلکے اس کا پس خوردہ بخش و ناپاک اور واجب الاحترام بن جائے تو یہ حقیقت اُس کے اصل جوہر کی ناپاکی اور انسانیت کے گندہ ہونے کا دعویٰ ہوگا جس سے پھر کوئی انسان بھی پاک نہیں ٹھہر سکتا حالانکہ یہ دنیا کی اقوام کے جامع کے خلاف ہے کوئی قوم بھی علی الاطلاق تمام انسانوں کو ناپاک نہیں ٹھہرا سکتی۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلام نے حاکم کو کچھ دینے یا اس کا پس خوردہ استعمال کرنے سے یا اس کے ساتھ مل کر کھانے پینے کو منع نہیں ٹھہرایا کیونکہ اس کی یہ ناپاکی مکمل ناپاکی ہے جو عبادات خاصہ کی حد تک موثر ہوتی ہے عورت کو بخش العین نہیں بنا دیتی کہ اُس کے سایہ سے بھی ڈار اختیار کیا جائے یا جاہل عربوں اور یہودیوں کی طرح اس زمانہ میں اس کی جگہ کھانا پینا سب الگ تھلک کر دیا جائے اور اسے ایک اچھوت کی حیثیت سے پہلے انسانوں سے کاٹ دیا جائے کیونکہ یہ

بلکہ راست انسانیت

کی توہین ہے۔

ظاہر ہے کہ جو مذہب اور مسلک اپنے ابتدائی اصولوں میں سب اقوام عالم کو بھلا کر جوہر پاک بنائے سب کو یک جہر کرے سب میں برادری اور

پس جو قوم انسانوں کو یک جہر یا یک اصل نہیں بتلائی وہ دنیا میں بھی حقیقی جمہوریت کی نظر دار نہیں ہو سکتیں جس کے یہاں انسانوں کا کوئی طبقہ سورج کی اولاد ہو اور کوئی یہود کی مٹی سے پیدا شدہ ہو، ان کے یہاں اچھا بھلا بھی نہیں چھت چھات بھی لازم ہوگی جس کے یہاں گورے کو کالے پر پھانسی بترتی ہو اور رنگ و روپ اُن کے یہاں ماہ امتیاز ہو جس کے یہاں انسانوں کی کوئی ایک اصل نہ ہو کہ انسان کسی شکل میں بدوں کی مانند زمین سے اُگے آئے ہوں تو اُن کے یہاں باہمی جذب و کشش کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جب انسانوں میں پھانسی طور پر اُڑھ جائے، چھوت چھات، برتری اور کستری، اہمیت اور اعلیٰ قدر کی بتلائی جائے تو سب کو لاپ یا اشتراک و یکسانیت اور مساوات کے پرچم چھینے ہی نہ دے تو وہاں عالمگیر جمہوریت کے نام لینے کے کوئی معنی ہی نہ ہوں گے اور پھر بھی لیا جائے گا تو وہ دنیا کو دھوکہ دہی ہوگا جو بھی شہزادہ عمل نہ ہوگا۔ لیبرپ عالمگیر جمہوریت کا دعویدار ہے اور اس نے بلاشبہ تمدنی وسائل کو عالمگیر بنا ہی دیا ہے مگر پھر بھی وہ عملاً اُسے چلا نہیں سکتا کیونکہ وہاں کالے گورے کا فرق اور خون و نسب کی جوہری تفریق کا جذبہ موجود ہے اور وہ کسی ایسے مسلک پر اعتقاد نہیں رکھتا جو اُن کی روحوں اور دلوں میں حقیقی عالمگیر اور انسانی یکسانیت کا جذبہ پیدا کرے اس لئے اس کا دعویٰ جمہوریت جس شخص سیاسی مفاد کی حد تک آکر رُک جاتا ہے اور زبانوں پرارہ کی حد سے نیچے نہیں اُترتا پھر جانیکہ کسی غصانہ عمل کی داغ بیل ڈالے۔ ان کا سب سے بڑا عمل میدان کالوں کو اپنی سیاست پر لگانا اور دعائے جمہوریت کر کے انہیں پتہ اور غلام بناتے رہنے کی سعی کرتے رہنا اور اپنے سیاسی منافع کے لئے ان کے جذبات سے کھیلنا بلکہ ان کے سکہات موت سے تفریح کرنا ہے اور بس۔

ان حقیقی طور پر دو مسلک دنیا کے سارے انسانوں کو ایک پلیٹ خام پر لا سکتا ہے جو انہیں ایک جہر بنا کر ایک مال باپ کی اولاد بتلائے اور ان میں رشتہ رنگ و ملت ہی نہیں رشتہ اخوت ثابت کر کے ان کے باہمی تفرقوں کو مٹا ڈالے اور سب تفرقوں کو ختم کر دے جو انسانیت جانوں کی ابتدائی فرقہ داریت ہے اور وہ اسلام کے سوا نہیں

اخوت کا رشتہ ثابت کر کے سب میں سے مصنوعی اچھا بھلا پتہ ختم کر کے ان میں یکساںی اور برادری ثابت کر کے اُن میں سے چھوت چھات مٹا کر باہمی میل جول اور معاملات کے راستے ہموار کرے۔ وہ اقوام عالم کو ملانے والا کھائے گا یا ان میں فرقہ داریت اور کشیدگی پیدا کرنے والا سمجھا جائے گا اور آیا وہ سب کو ایک پلیٹ خام پر لا سکتا ہے یا دہ جہان میں چھوت چھات اچھا بھلا پتہ اور تفاوت جوہر کا قائل ہو؟

پس جب بھی دنیا میں الاویت کی طوط آئے گی اور جب بھی وہ عالمی رشتہ اور عالمی رنگ و ملت کا نصب العین لے کر کھڑی ہوئی تو اُس کے لئے چارہ کار نہ ہوگا کہ وہ اسلام کے اس اصلی یک جہریت اور یک اصلیت کو مانے اور اس کے ذریعہ سے اقوام میں سے نفرت باہمی اور اچھا بھلا پتہ کا خاتمہ کرے ورنہ بین الاقوامیت تو بجائے خود ہے ایک قومیت کی سطح بھی ہموار نہیں رہ سکے گی اور ایک ہی قوم میں اتنے فرقے اور اتنی لغزیت ہو جائیں گی کہ اُن کا ایک پلیٹ خام، ایک معبد، ایک مدرسہ اور ایک خانقاہ میں جمع ہونا محال ہو جائے گا جیسا کہ اس قسم کی تشکیل اقوام میں اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔

بیمیں خوشی ہے کہ آج ہر قوم یافتہ اور سچے دار خواہ وہ کسی قوم کا بھی ہو۔ ہمہ گیری اور عالمگیری کی طوف آ رہا ہے اور اس کے لئے ہر نوع کی اور پتہ پتہ کو ختم کرنے پر آمادہ ہے جو اسلام کی خاص تعلیم ہے اور وہی دنیا میں اس اخوت و مساوات یک اصلی اور یک جہر کر کے کر آیا تھا۔

اس اور پتہ پتہ کے خاتمہ پر پھر بھی اگر فرقہ داریت اور باہمی کشیدگی نظر آتی ہے تو وہ دعویٰ لائوں سے آ رہی ہے اور اس لئے ہر ملک کی دنیا مذہبی لائن کو سیاست

آئینہ سرحدی کے زیادہ مستند جامع اور مستطاب

عبرت نامہ اندلس
ترجمہ مولوی خلیفہ اللہ
مقبولہ اکینڈی
مقبولہ اکینڈی

بلا تفریق خاندانوں و نسل ضروریات دین کی حد تک علم کا طلب کرتا ہر مشکل و مشکل مرد و صورت پر فرض ہے اور زائد اہل ضرورت عام فرض کفایہ، عبادت گاہوں میں محمود و ایاز برابر ہیں صفوت عبادت میں صدیقی بکر اور ایک مسکنی غلام یکساں ہیں۔ حدود و قصاص اور تعزیرات میں ایک عالمی آدمی اور سید الملک کی بیٹی برابر ہیں اگر خدا تعالیٰ پیغمبر کی بیٹی بھی فعل مرتد کی مرتکب ہو تو اس کے ہاتھ بھی عوام کی طرح کاٹے جائے ضروری ہیں، حج میں دو کپڑے کے احرام شاہ گرا کے لئے برابر ہے، خواہ ایک عالمی ہو یا مسلمان ابن مسعود ہو۔ دونوں کے لئے عرفات جانا بھی ناگزیر ہے اور ایک ہی نوع کے احرام میں بیس ہو کر وہاں ٹھہرنا بھی لازمی ہے، مال نفیت سے اگر ایک چادر کسی حامی کا حق ہے تو اتنا ہی امیر المؤمنین کا بھی حق ہے ورنہ شبہ پر بھی ایک بدوی خادق اعظم پر اعتراض کر سکتا ہے اور امیر المؤمنین کو جہادی لازم ہے قانون اسلام کی نگاہ میں سب کے حقوق برابر ہیں حال فرقہ داریت اور قومی تفریق کی ایک بنیاد نسبی اور نسلی امتیازات تھے تو انہیں بھی اسلام نے ختم کر دیا اور ایک دوسری بڑی قانونی امتیازات تھے ان کی بھی سرخ کنی کر دی۔ ایت عمران کے پہلے جملہ (اِنَّ خَلْقَكُمْ لَعَنَّا) اور (لَا تَجْعَلُوهُم اَصْنٰفًا مِّنْ دَمٍ) میں بڑا وہ ہے جو خدا کے نزدیک پارسا ہوں سے قانونی امتیازات کو ختم کر دیا جس کے معنی مساوات کے ہیں یعنی جو اس قانون تفریق و دین پر زیادہ چلے گا وہی خدا تعالیٰ بڑا ہو گا۔ اس سے شمار ہے گا وہی ذلیل رہے گا جس کا حاصل سب پر قانون کی یکساں باندی اور سب پر قانون کا یکساں حکمران ہونا نکلا ہے۔ پس نسبی تفریق اخوت سے ختم ہو جائے اور قانونی تفریق مساوات سے جاتا رہتا ہے۔ اور اخوت و مساوات انسانی اسلام ہی کا خاص اصول ہے۔

قرآن مجید
ترجمہ مولانا محمد رفیع
تفسیر علامہ محمد رفیع
مکتبہ قرآنی دارالعلوم دیوبند

کتاب کو یکساں سب کو پڑھنے کا حق نہ ہو یکساں سننے کا حق نہ ہو، عبادت گاہیں مخصوص خاندانوں کا حق قرار دے دی جائیں تعلیم گاہیں مخصوص خاندانوں کی ملکیت ہوں۔ علم مخصوص قبائل کا ورثہ ہو جس سے ہر ایک کو مساویہ انداز سے استفادہ کا حق نہ ہو دست خوان اور اس کے ظرف و صوم و خواص کو کچھ نہ کر سکیں کچھ کمینے طور پر مشغول ہوں اور کچھ قانونی بیج ہوں تو یقیناً ایسی قوم لفرقہ کا شمار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی زمانہ جاہلیت میں مشرکین عرب میں جہاں نسلی اور نسبی امتیازات تھے وہیں عباداتی امتیازات بھی تھے۔ حج کے موقع پر عام لوگ تو عرفات میں وقت اور قیام کرتے تھے لیکن اشرف عرب کا مقرب اس سے بالا تھا وہ صرف منی تک پہنچ کر رک جاتے تھے اور ان کی امتیازی شان عوام الناس کی برابری یا ان کے دوش بدوش عبادت گذاری برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ گویا قانون مذہب ہی نے ان کو امتیازی حق دے کر ہمیشہ کے لئے عبادت کے دائرہ میں انہیں افرج اور دوسروں کو رنج بنادیا تھا۔ یا جیسے نصاریٰ کے یہاں پاپائیت کے اتدار کے دور میں حدود و قصاص اور تعزیرات چھوٹے لوگوں پر جاری کی جاتی تھیں لیکن بڑے لوگ قانون کی گرفت سے مستثنیٰ تھے گویا وہ قانون کی رُو سے افرج تھے اور دوسرے رنج۔ کسی قوم میں ایک طبقہ روپیہ کمانے کے لئے مخصوص تھا اور ایک طبقہ اس سے محروم ہو کر ذلیل خدمات کے لئے وقف تھا۔ گویا ایک حلقہ نسریہ دار بننے کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے اور ایک ہمیشہ نادار بننے کے لئے اسی کا نتیجہ تھا کہ ان اقوام میں باہمی تفرقے ہی نہ تھے یا کم شدید نفرت تھی، ظلم و تحقیر کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور حرب و ضرب باہمی کے جوہر رنگ و پلے میں سرایت کئے ہوئے تھے جس سے ایک طبقہ دوسرے طبقہ سے کسی وقت بھی ماموں اور بطن نہ رہ سکتا تھا۔ ایک طبقہ کی زندگی ایسے ہی تھی گویا وہ پیدا ہی اس ہیئت و وراثت کے لئے کیا گیا ہے اور ایک طبقہ گمن اور مفلک تھا گویا مخلوق ہی غلامیت اور لاشکت کے لئے ہوتی ہے۔

اسلام نے اس فرقہ داریت کو بھی نیست و نابود کرنے کا بیضام دنیا کو دیا جو قانونی داغ پرچ سے پیدا ہوئی تھی۔ شہ آئین نے کہا کہ علم کسی ایک خاندان کی میراث نہیں بلکہ

سے ختم کرنے پر تھی ہوئی ہے کوئی شہ نہیں کہ دنیا کا یہ فعل مقبول اور لائق تحسین ہے گویا ان ہی مذہب کی حد تک یقیناً ان کشیدگیوں اور صد انواع فرقہ داریتوں کی تعلیم دیں یا اس کی ذمہ دار ہوں۔ لیکن جو مذہب بنیادی اور اصلی طور پر مال و دولت، اور نسبی منصب و وقار کے تفرقے مٹانے کے لئے ہی آیا ہو، فرقہ داریت ختم کرنے اور رنگ روپ، نسب، نسل، دولت و مال اور نسبی منصب و وقار کے تفرقے مٹانے کے لئے اور اس نے دنیا کے سامنے اصول ہی وہ رکھے ہوں جن کے ہوتے ہوئے فرقہ داریت کے جوہر پلے نہ سکیں تو اس کا کیا قصور ہے کہ اسے بھی ملک و ملت اور ان کے معاملات سے خارج کیا جائے، اور اگر آپ اسے خارج بھی کرتے ہیں تو وہ خارج ہوتا کب ہے؟ آپ فرقہ داریت کے مٹانے کے لئے جو اصول بھی اختیار کریں گے وہ اسی کا تو اصول ہوگا اس لئے آپ اس کا انکار کر کے بھی اس کا انکار کریں گے اور اسے رد کر کے بھی اسے قبول ہی کریں گے۔ اگر آپ افرج رنج مٹائیں گے تو آپ نے عقیدہ یا عملاً اس کی مخالفت کب کی اور اگر آپ اخوت و مساوات کا اصول لا رہے ہیں تو آپ دل و جان سے اسلام کی مخالفت کب کر رہے ہیں۔ مولائے اس کے کہ زبان سے مخالفت کر رہے ہیں بول سے الگ ہو کر بول ہی ہے تو اس کا اعتبار کیا ہے کہ وہ لائق توجہ ہو۔ قول محض جس کے ساتھ نہ عقیدہ ہو نہ عمل ہو۔ کب وقت رکھتا ہے کہ اسے مانا جائے پس آپ اسلام کا نام لینے سے تو ڈرتے ہیں لیکن اس کا کام کرنے سے اور اس کو ماننے سے نہیں ڈرتے۔ پھر ایسی چیز سے بھاگنے اور ڈرنے سے کیا حاصل ہے جو آپ کا بچپنا نہ چھوڑے اور آپ کیس بھی بھاگ کر جائیں وہ آپ کا پیچھا کرے اور میں جا پکڑے۔ پس کیا اچھا ہو کہ آپ زبان سے بھی اس چیز کے نام سے ڈرنا چھوڑ دیں جو آپ کے دلوں اور روجوں میں گھس چکی ہیں۔

قانونی مساوات

انسانوں میں انسانیہ کی یکانیت اور یک ہمتی کے بعد اگر تفرقہ پیدل سکتا ہے تو وہ قانونی تفاوت سے۔ کہ ایک قوم کے افراد کو مثلاً ایک عبادت گاہ میں برابری کے ساتھ جمع ہوئے کا حق نہ ہو، قومی قانون کی

ایک شاہی مہمان

سید احمد الرحمن اعظمی

مجھے حضرت معاویہ کی گدی نصیب ہو اور میں پوری دنیا پر حکمرانی کروں۔ لیکن عروہ بن زبیر نے یہ سب پھر نہیں کہا۔ انہوں نے بڑی سادگی سے یہ کہا کہ میں تو ان میں سے کسی بات کا اہل نہیں ہوں۔ میں صرف اس بات کی تمنا رکھتا ہوں کہ علم کی دولت نصیب ہو جائے اور میں کجبت میں داخل ہو سکوں۔

اس واقعہ کو گذرے ہوئے ابھی چند سال بھی نہیں ہوئے تھے کہ تمارک نے دیکھا ہر ایک اپنی اپنی تمنا کے مطابق مقصد پر حکومت پر فائز ہوا۔ مصعب بن زبیر کو شام و عراق کی حکومت ملی اور ان دونوں عورتوں سے ان کی شادی بھی ہوئی۔ عبداللہ بن زبیر بھی خلیفہ ہوئے اور ان کو مجاہد عراق مصر و شام کی سلطنت میراثی اور قریب تھا کہ وہ دمشق پہنچ کر حکومت سلطنت میں سرسبز ہو جاتے اگر ان کی قسمت میں اسی راہ میں شہید نہ ہو جاتے اور ان کی جگہ پر عبدالملک بن مروان نہ آگئے ہوتے عبدالملک بن مروان خلیفہ ہونے کے بعد اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر کسی بیٹی شخص کو دیکھتا ہو تو عروہ کو دیکھ لو۔

یہ وہی عروہ ہیں مدینہ کے سات مشہور عاملوں میں ایک جلیل القدر عالم ایک نیک نفس اور فرستہ خصلت انسان ہر رات چوتھا قرآن نوافل میں پڑھنے کے انتہائی پابند تھے۔ مجاہدوں کی فصل میں اپنے باغ کا ایک دروازہ کھول دیتے تاکہ جس کا بھی چاہے وہ بلا تعلق وہاں جا کر تازہ بخوریں کھائے اور لے جائے۔

یہی وہ آج خلیفہ کے مہمان ہیں۔ ان کے جہر میں ایک ایسا زخم ہو گیا ہے جس کا علاج ناممکن ہے۔ اہلباء نے متفقہ طور پر پاؤں کاٹ کر الگ کر دینے کا فیصلہ کیا۔ خلیفہ نے سن کر گھبرا اٹھا، اس کی آنکھوں سے آنسو اچھلا گیا، اس نے طبیعوں سے گزارش کی کہ کوئی اور صورت نکالیں خواہ کتنا ہی ضرر ہو۔ مال و دولت کا ڈھیر ان کے سامنے پیش کیا، لیکن وہ لوگ بے بس تھے۔ ڈاکٹر نے خلیفہ سے اجازت چاہی کہ وہ پیر کا آپشن کر کے اس کی عینہ گردیں تاکہ جسم کے دوسرے حصے اس کے اثر سے محفوظ رہ سکیں، عروہ بن زبیر راضی ہو گئے اور خلیفہ بھی راضی ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے عروہ کو بے ہوش کر دیا تاکہ وہ بے ہوش کرنے کی ضرورت نہیں اور وہ

پس اور ہر ایک اپنے اپنے تجربات اور معلومات کے مطابق ملین کی تشخیص اور علاج میں مصروف ہے۔

آپ سچیں گے کہ یہ بیمار مہمان یقیناً بادشاہ کا کوئی قریبی حریف ہی ہوگا یا ہو سکتا ہے۔ عمل کا کوئی شاہزادہ ہو جس کے لئے بادشاہ اس قدر غمگین و متشکر ہے ورنہ ضرور یہ کسی دوسرے ملک کا بادشاہ ہوگا یا پھر شاہی لشکر کا کوئی بڑا کمانڈر ہوگا جس کے بیمار ہو جانے سے سارے عمل پر رنج و غم کے پادل چھانگے ہیں اور خوشی و مسرت کی تمام آوازیں دب کر رہ گئی ہیں۔

لیکن یہ بیمار مہمان کوئی شاہزادہ نہیں اور نہ کوئی بادشاہ یا کمانڈر ہے بلکہ یہ مدینہ کے ایک جلیل القدر عالم ہیں اور اس سے بھی زیادہ قریب نیز بات یہ ہے کہ اس خاندان سے ہیں جس نے ایک عصر تک بنی امیہ کی مخالفت کی ہے اور ان کے مقابلے میں نفس و عداوت کا علم بلند کیا ہے۔ یہ اس خاندان سے ہیں جس نے تحف و تاج کے مسئلے میں بنی امیہ سے جنگ تک کی ہے۔ یہ خاندان اہل زبیر کا ہے اور یہ جلیل القدر عروہ بن زبیر ہے۔ عبداللہ بن زبیر مقتول خلیفہ کے حقیقی بھائی۔ لیکن عروہ اپنے علم و تقویٰ اور زہد و پرہیزگاری کی وجہ سے خلافت کی اس لڑائی میں اپنے بھائی کا ساتھ نہ دے سکے۔

ایک دن کا ذکر ہے حضرت معاویہ بن سنیان کے زمانہ میں عبداللہ بن زبیر اور ان کے دونوں بھائی، عروہ اور مصعب بن زبیر اور ان کے ساتھ عبدالملک بن مروان حرم کی میں جمع تھے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی تمنا کا اظہار کیا۔ مصعب بن زبیر نے کہا میری تمنا ہے کہ شام و عراق پر میری حکومت ہو جائے اور قریش کی دو حکومتیں عربین سکینہ بنت حسیب اور عائشہ بنت طلحہ میرے جالہ حفظ میں آجائیں۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ مجھے خلافت ملے اور میں حرم کا مالک بن جاؤں، عبدالملک بن مروان نے کہا: میری خواہش ہے کہ

ہم اس وقت سلاطین بنی امیہ کے شاہی محل دارالخراہ میں ہیں اور سلاطین کا وہ زمانہ ہے جو اموی حکومت کا سب سے زریں اور تابناک عہد شمار کیا جاتا ہے اس وقت ولید بن عبدالملک کے ہاتھ میں سلطنت کی باگ ڈور ہے، جس نے مشرق و مغرب کے بڑے بڑے عسکروں کو اپنی سیاست و بہرہ مندی کے آگے لڑگوں کر دیا اور جس کے ہاتھوں اجتماعی عدالت و انصاف کا وہ خوب شہرہ فقیر ہو کر رہا جس کی مثال اس عہد کے دوسرے خلفاء کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ولید بن عبدالملک نے پوری قوم کو

ایک خاندان بنا دیا، جہاں ہر ایک خوشحال و مہرور تھا، اس نے ساتویں صدی عیسوی میں وہ کارنامہ انجام دیا جس کو آج عیسوی صدی کی بڑی بڑی حکومتیں بھی نہیں کر سکیں۔ اس نے غربت و افلاس اور بیماری و صحت کا خاکہ کیا۔ مریضوں کی مردم شاری کرائی مریضوں کے لئے علاج و معالجہ کا بہتر سے بہتر انتظام کیا۔ ان کے لئے خادم اور دیگر سہولتیں مہیا کیں۔ انہوں کو راستہ بتانے والے خادم، سٹیٹوں کے لئے مدارس اور تعلیم کا ضابطہ مچھول انتظام حکومت کی طرف سے ہے۔

جہالت اور ناخواندگی کا مقابلہ کرنے کے لئے علماء اور فقہاء کو وظیفے مقرر کئے۔ اسی خلیفہ نے جب تک مانگے اور دست سوال دراز کرتے کہ قافلاً روکا۔ اور فقراء اور محتاجوں کے لئے پناہ کا گاہ بنوا دیں۔ جہاں ان کے لئے زندگی کی ساری ضروریات مہیا کی جاتی تھیں اور آخر کار اس زمانے کے فقیر بھی مالدار ہو گئے۔ یہ قدر سلطنت ہے جس کو دارالخراہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن آج اس عمل پر ایک عجیب اداسی چھائی ہوئی ہے اس کا کوئی نہ چھینک ہے اور اس کے فہرہ ذرہ پر رنج و غم کے آثار نمایاں ہیں آج اس عمل میں مسرکوں کا راج نہیں ہے اور نہ انصاف و شادمانی کے فتنے ہیں۔ آج اسی عمل کا ایک مزور مہمان بیمار ہے۔ اس کی بیماری کی خبر سن کر بڑے بڑے اہلباء محل میں ہچکے

ذکر الہی میں مصروف ہو گئے جب ڈاکٹروں نے دیکھا کہ ان پر استغراقی کیفیت طاری ہو رہی تھی انہوں نے اپریشن شروع کیا پہلے ایک تیز چھری کو گرم کر کے اس سے اوپر کی کھال کا اپریشن شروع کیا اور جب ٹیڑوں تک پہنچے تو ایک آری سے ٹیڑی کو کاٹنا شروع کیا۔ عودہ تعلیق کی شدت کے باوجود ذکر تبصیل میں مصروف رہے۔ اور باقاعدگی پر یہ ہوش طاری ہو گئی۔

غلیظہ مرلیں کے کمرہ میں ایک طرف بیٹھا رہا۔ اس نے ممان کے اکرام میں اپریشن کا اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھنا کیا وہ برابر موجود رہا۔ لیکن آخر میں اس درد ناک منظر کی تاب نہ لا کر دور ہٹ گیا۔

عودہ کو جب ہوش آیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا گنا ہوتا پیر ڈاکٹروں کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے پیر کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے اور بے اختیار یہ کہہ اٹھے: "بس لے لے کٹے ہوئے پیرا میں کبھی تیرے ساتھ کسی مصیبت کی راہ میں نہیں چلا۔ اس پر خدا شاہد ہے۔"

غلیظہ کا جگر رنج و غم سے پیارہ ہو گیا لیکن وہ کبھی کیا شکلاں لے سے ہر چند کہ کوشش کی کہ کھلاج کی کوئی اور صورت نکل آئے

گراس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا بادشاہ نے اپنے دل میں کہا۔ یہ شخص مال و جاہ کی حیثیت سے دور تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو کھینچ لیا دیا اور دنیا کی بڑی سے بڑی دولت اس کے سامنے پیش ہو گئی۔۔۔۔۔

غلیظہ ابھی ہی سوچ ہی رہا تھا کہ اپنا ایک سوچنے نے اُس کے مسئلہ فکر کو توڑ دیا اور خاموشی کا پردہ چاک ہو گیا۔ آواز آئی کہ شیخ عودہ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا۔

عودہ بن زہیر کے نوجوان عالم صاحبزادے کا انتقال ہو گیا۔ باپ کی امیدوں کا مرکز اور آنکھوں کی ٹھنڈک محمد بن عودہ اسے گھوڑے کے پیرتے پھل کر انتقال کر گئے۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اور عودہ بن زہیر پر مصائب و آلام کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ قریب تھا کہ وہ اس خبر کو سن کر بے تاب ہو جاتے ان کے صبر و تحمل کا پیمانہ چھک اٹھا۔ لیکن وہ سنبھل گئے۔ ایمان و صبر نے ان کی کمر بستہ کی ایمان و صبری ایسے نازک مرحلے پر کام آگیا تھا اور انہوں نے صفت اتنا کم نہ زندہ کیا یہ سزا ہمارے لئے بہت گراں ثابت ہوئی دوسرے ہی دن غلیظہ کے پاس قبیلہ علیہ

کا ایک وفد آپہنچا اس وفد میں ایک اندھا شخص بھی تھا اسی سے غلیظہ نے خیریت دریافت کی تو اس نے اپنی رام کہانی بیان کر دی

”ایہا المومنین ہم دونوں سفر میں ایک رات ایک دوسری میں مقیم ہو گئے۔ میرے قبیلہ میں مجھ سے زیادہ مالدار کوئی نہ تھا۔ اپنا ایک اس طوی میں رات کو سیلاب لگ گیا اور وہ میری ساری دولت اور مال و متاع بھالے گیا۔ میری بچی بچے اور اونٹ وغیرہ سب اسی سیلاب کی نذر ہو گئے صرف ایک اونٹ اور ایک گھوٹا بچہ باقی رہ گیا تھا یہ اونٹ ذرا سرکش تھا تو میں بچہ کو زمین پر رکھ کر اونٹ کو سدھارنے کی خاطر نشوونما دے رہا اس کو لے کر چلا ابھی چند ہی قدم آگے نکلا تھا کہ بچے کی پیچ سنا دی اور وہ ایک پھیلے پھلے کے منہ میں نظر آیا جو اُس کو کھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور اونٹ آگے بڑھ گیا تھا میں نے دوڑ کر اس کو پکڑنا چاہا تو اس نے میری ہاتھوں پر حملہ کر دیا اور میری آنکھ کی بینائی جاتی رہی۔

غلیظہ نے اتنا ہی تاثر کے ساتھ یہ کہانی سن کر کہا۔ اس شخص کو عودہ کے پاس لے جاؤ۔ تاکہ ان کو معلوم ہو کہ اس دنیا میں ان سے بڑھ کر ایک مصیبت زدہ موجود ہے عودہ نے اس افسوسناک واقعہ کو سن کر اپنی مصیبت پر صبر و تسلی کا ایک اور سہارا لے لیا۔ ان کی زبان پر کلمہ شکر جاری ہوا اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کر کے رونے لگا۔ (حال میں تاریخ کے ایک مسافر کا تجربہ انھیں)

نعت رسول ﷺ

محمود احمد عارف ٹھوٹھیا ریسرڈنٹ

وہ ہادی کُل وہ نجسم سبل وہ نضر شان لطف خدا
وہ خاتم نعم نبوت ہے سب اہل جہاں پر رحمت ہے
وہ فرشتہ نہیں پر رہتا تھا دکھ درد و دعو کے سہا تھا
دنیا میں اندھیرا تھا ہر سو تاریکی ہی تاریکی تھی
جو لوگ سرسراہ گندے تھے بس حوص و ہوس کے بندے تھے
آقا نے دُعا عالم پر عارف اللہ کی رحمت بے پایاں
صدیق و سید عثمان و علیؓ میں چاروں ہی پالان نبی
سب سے میں پڑیں گے احمد جب ہو جائیگا خُدا تعالیٰ کا غضب
کیا کہہ گئے حضرت مہر علیؑ اے عارف کھ باحرف علی

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیاں کتھے جبا لڑیاں

حضرت نظام الدین اولیاءؒ

ذاکثری اک حسینی

ذاکثری اک حسینی نے حضرت نظام الدین اولیاءؒ رحمۃ اللہ علیہ کے منار پر ایک تقریب میں یہ تقریر کی۔

(ادارہ)

جس دیار میں اس وقت حاضر ہیں اس کے آپ میں کم خدای اور کم خوابی کے ساتھ کم گری بھی ایک ادب ہے یہاں عقیدت اور محبت کے مضامین رنگیں نگاہ شوق یا چشم تم سے ادا ہوں تو اچھا ہے۔ لیکن صاحب سجادہ کا ارشاد ہے کہ کچھ کہو اس لئے عقیدت کے دو پھول نفلوں کے روپ میں اس معلوم و مشہور عظیم کی آرام گاہ پر پڑھتا ہوں، جس کے فیض تربیت کے آخرت آج بھی ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں ملتے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض و برکات سے یہ دس چھ صدیوں سے متصفین ہو رہا ہے۔ اور آج بھی اس فیضان کا چشمہ صافی جاری ہے۔ آج بھی یہ گنتی انسان کے دل اس آستانہ کی طوٹ جھگٹے ہیں اور اس سے تسکین اور تقویت اور راحت پاتے ہیں۔

عجبت خدمت اور روحانی اقدار کی چاکری کے جس پیغام کی اشاعت کا کام صرف خواجہ ابھیری نے سلسلہ شہید بنید کے سپرد فرمایا تھا۔ وہ حضرت خواجہ بختیار کاکی اور شیخ فرید الدین گنج شکر کے ہاتھوں اور منظم ہو کر حضرت سلمان الشائع شیخ نظام الدین اولیاءؒ محبوب الہی کے ہاتھوں اپنے درجہ کمال کو پہنچا۔ آغاز کار کی دخترن کھنڈن اور سوتیلوں کا ذکر کیا کروں کہ شاید ایسے مقدس کام کی تلاش لازمی اور اس اہم فہرہاری کے وسائل تربیت میں سے ہیں پھر اس وسعت اور کثرت فنون کا گہا بیان کروں کہ گہا سوتا برستا تھا۔ اور ہزاروں آدمی اس درویش سلطان صفت کے فکر سے روز کھاتا کھاتے تھے۔

دل کے تخت پر اچھے بڑے بادشاہ بھی آتے جاتے رہے مگر اس درویش خدا مست کی حکومت کا مملکت دن بہ دن بڑھتا ہی گیا مگر وہ گہرا کی اس کے ساتھ دل پر تھا

عصر میں استقامت اور سیر میں رضا جوئی الہی اور خلق اللہ پر شفقت تمام کی ایسی مثالیں تاریخ میں کم ملتی ہیں، جو اثر اور قبول عام آپ کو قدرت نے بخشا وہ کم اور کسی کے حصہ میں آتا ہے۔

تاریخ کی کتابوں میں پڑھنے کے امیر و غریب، عارف و داعی، بڑے جوان چال اور عالم، خزن ایک بے شمار مخلوق کا گہا خانہ دہلی اور عیاض پور کے درمیان اس ذات گرامی کی وجہ سے بندھا رہتا تھا۔ کیسے سادہ راستہ میں آنے والوں کی سہولت کے لئے لوگوں نے ہی کنوئیں کھدوا دئے تھے۔ راستہ میں پینے کے ٹھنڈے پانی کا کیا کیا اہتمام تھا۔ سستائے اور عبادت کرنے کے لئے بنگرہ بلکہ چیتھرے بنا دیئے تھے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اس مرد درویش نے کس طرح انسانوں کے دلوں کی بادشاہت پائی تھی۔

اس کا راز کیا تھا۔ اس کا راز ایک کھلا راز ہے۔ اپنی ذات کو گھٹے اقدار عالیہ مطلقہ کا خادم بنا دینا اس سے اس درجہ وابستہ ہو جانا کہ قدر اور اس کے حامل کا فرق دشوار ہو جائے۔ نیکی، چھائی، ایمانی، عدل، محبت، شفقت، خدمت خلق کو اپنا اور خدا بھگوان بنا لینا۔ یہی آپ نے کیا تھا۔ اصطلاح مذہب میں ان اقدار عالیہ مطلقہ ان اسمائے خدا کے مجموعہ کو خدا کہتے ہیں۔ وہی آپ کی زندگی کا مقصد تھا وہی معبود اور آپ نے اپنے شیخ کی زبان سے ایک خاص حالت وجد میں جو الفاظ سنئے تھے وہ مقصود دینی خستہ زکین تھی

از بسہر تو میرم از برائے تو میرم وہ عمر بھر کوفوں میں گونجنے اور سبز بن جے رہے اور انہیں نے یہ حال کر دیا کہ:

"تیمان مارا وجان ماجان را"

جو آدمی ان اقدار مطلقہ کا علم پر جاتا ہے۔ اس کے دل کی وسعتوں کا علم کیا پختہ

ساری مخلوق کو خدا کا کتبہ جاننے ملے گا ہے اور اسے خواجہ ابھیری کے نفلوں میں قرب الہی حاصل کرنے کا موثر ذریعہ ملے یہ نظر آئے گا ہے کہ:-

"وہا مذکوران را فرما در سیدن و سب سے چاکر رو کروں۔ و اگر سنگان را سیر گردانیدن و ہا مذکوروں کی فرما دست لے لیں کی محبت پائی کرنا۔ بھوکوں کا پیٹ بھرنا۔

خواجہ ابھیریؒ ہی نے ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ خدا کی کے لئے تین چیزیں درکار ہیں۔ "اول سخاوتہ پوں سخاوتہ دیا۔ دوم شفقتہ پوں شفقتہ آفتاب۔ سوم تواضع پوں تواضع زمین۔ سخاوتہ دیا ایسی شفقت آفتاب عیسیٰ۔ همان فروری زمین کی سی اور کون نہیں دیکھتا اور سمجھتا کہ دنیا اپنی سخاوت میں۔ آفتاب اپنی شفقت میں اور زمین اپنی تواضع میں ذات پات مذہب و شرب شل و زبان کی تفریق نہیں کرتے۔ خواجہ ابھیریؒ کے یہ مصلحانہ محبوب الہی کی زندگی میں پورے ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ پھر کون نہیں جانتا اور کس نے نہیں دیکھا ہے کہ سخاوت شفقت اور تواضع کی نعمتوں کے موجود ہوتے ہوئے بھی دین اور مذہب کا فرق لوگوں کے دلوں کو ایک دوسرے کی طرف سے بند کر دیتا ہے۔ پوڑنے کی جگہ پوڑنے، لانے کی جگہ جلا کرنے لگتا ہے۔ لیکن ان نفوس قدس کا یہ حال نہیں اور ہوتا بھی کیسے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی ذات گرامی میں جمال شان کا مظہر نظر آتا ہے۔

آپ کا دل انسانی سلاوی سے بھرپور تھا۔ آپ کی تعلیم و ارشاد کی خصوصیت تو صریح روحانی قدریں کا تھپ۔ بھمدی اور انسان دوستی تھی۔ جب آپ نے ارشاد فرمایا

"برقم راست لرے دینے و دیکھانے" اور آپ کے دلدادہ، عاشق اور چیتھے محبوب خسرو نے ان کے روح پاک پر خرا کی ریتیں ہوں فوراً دوسرا مصوم عرض کیا کہ

"تا بلکہ راست کردم ہولت کی گاہے" تو یہ خالی مصرعہ لگانا نہ تھا۔ اس میں شاعر کے اس تین ایمان کا اعلان تھا کہ جو بات آپ نے فرمائی ہے۔ جس رواداری کی طرف آپ کا اشارہ ہے۔ آپ کی ذات قدس خود اس کا علم ہے اس لئے مرشد و ملماز، کج گاہ کی پیروی ہی اس قدر کی

کھیل کی خاص ہے۔ پھر میری لسا اوقات ہوتا ہے کہ آدمی وسیع اقلب بھی ہے، مذہبی رواداری بھی رکھتا ہے۔ مگر جب کسی سے ذاتی چمناس ہو جائے، کوئی شخص بغض و عناد سے

تلقین مرشد کامل

مصنفہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مخبر شریف دسویں صدی ہجری المقدس میں حضرت محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خدایہ شریف کے اولیاء اللہ میں تھے ایک بڑی اشارہ کے طور پر اس کتاب کو تصنیف کیا۔ یہ شریف و حریت اور حقیقت کے لیے دنیا کے مسلمانوں پر ایک برگزیدہ انسان کے بلند پایہ معیار تصنیف ہے۔ علم و عرفان کا ایک سند ہے اس کتاب کو خود پڑھئے، اپنے بڑی بچوں کو اس کتاب کے پڑھنے کی تلقین کیجئے۔ حقین جاننے آپ نے اتنی پراثر کتاب شاید ہی دیکھی ہو۔

تفصیلات، صفحات، منیو، طبع و صورت گروپش قیمت ۳۰۰ روپے۔

(۱) لغات القرآن دہ پے چار روپے (۲) تعلیمات و تعویذات ربانی دہ پے چار روپے

مکتبہ شوق حلقہ نمبر ۹ لاہور

شخصیتوں کو گڑھ کر کاٹھہر کے ٹک کے کرنے میں اپنا خلیفہ بنا کر بیجا اور اخلاق اور روحانی زندگی کے حصار کا ایک ایسا نظام قائم کر دیا کہ حیرت ہوتی ہے۔

دوست! ہمیں ان نفوس قدسی سے ان کی یہی خصوصی صفاتیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ان کے دم جان بخش سے اپنے سینوں کی بھٹائی آگ کو دکھانا چاہئے۔ کثرت و کمالات کے تجسس میں جس کا دل لگتا ہے، وہ خود ان کی تلاش ان بزرگوں میں کرے، لیکن ان کے انکار و کار کے اس اصول خزانہ کی طوف بھی کتبہ کرنی چاہئے۔ جس سے انہوں نے انسانی زندگی کو مالا مال کیا ہے۔ ان کے تصرفات خلکی و روحانی سے کسب فیض کرنا چاہئے۔ یہاں نہ سمجھے کوئی کہ یہ لوگ آج ہم میں نہیں ہیں۔ ہر طلب گار صادق کے سینہ میں یہ کشمکش خفیہ تسلیم پھر سے زفرہ اور آخر انداز ہو سکتے ہیں۔

مکتبہ شوق حلقہ نمبر ۹ لاہور

بہر پیکار ہو تو اس وقت شفقت کا دوازہ بند رہتا ہے اور طلب کی وسعت میں تنگی کی محسوس ہونے لگتی ہے، اس باب میں بھی حضرت مجرب الہی کا مسلک خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ کسی مصروف موزوں کے دلے کا تئیں ایک صدقہ و خلوص کی ششم دلی دعا ہے جس کے لیے ذہن کو سمجھنا چاہئے فراموشی میں کہ:

ہر کہ مارا یار بنو از در او یار یار

وہ کہ مارا رنجہ دار در آشتی یار یار

ہر کہ اور در راغبار سے ہزار ہفتی

ہر گھٹک کو باغ کوش بگشتہ یار یار

ہاں آخر میں ایک بات اور عرض کر دوں۔ یہ اقتدار غائبہ کی غیر مشروط چاکری۔ یہ وسعت مشرب یہ دشمن کو دعائیں دے کر دوست بنا سکنے کا ہنر یہ سب کسی صاحب کمال میں ہوں گے ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ ختم ہو جائیں۔ کمال شخصی کے لئے لازم تو نہیں کہ ہندی بھی ہو۔ دوسرے ملک بھی پہنچے۔ لیکن خدمت خلق میں سچے دل سے لگنے والے جانتے ہیں کہ یہ کام کسی ایک کے ٹھکانے نہیں تھا۔ چاہے وہ ایک کفار بھی مفسد الوقت ہو۔ یہ کام کسی ایک زمانہ میں ختم نہیں ہو جاتا۔ یہ ہمیشہ کئے جانے اور ہونے رہنے کا کام ہے۔ اس کے لئے دوسرے کام کرنے والے تیار کرنے ہوتے ہیں۔ اپنی ملکی و غیر ملکی بنائی ہوئی ہیں۔ میں نے اپنی ملکی و غیر ملکی ذرا شک نہیں کیا۔ اس لئے کہ شخصیتیں تو کوئی دو یا تین ایک ہی نہیں ہوتیں۔ ہر شخصیت اپنی کیسے انفرادیت کی اساس پر ہی اپنی گونا گوں صلاحیتوں اور استعدادوں سے متعلق ہوتی ہے۔ یہی سب اخلاقی شخصیتیں چاہے استعداد اور صلاحیت میں کتنی ہی مختلف ہوں سب ایک ہی رہتی ہیں۔ کس قدر اخلاق کی سیوا کی۔ مٹ گئی۔ شخصیت کی تعمیر کے اس کام کو جس خوبی اور کیسوتی سے اکابر صوفیہ نے انجام دیا ہے اس کی مثال تاریخ میں کم ملے گی۔ ہر آنے والی نسل کو اگر وہ اقتدار اخلاق کے خادموں سے اپنے کو بے نیاز نہ سمجھے گے تو یہ کام کرنا ہے، ہمیں بھی کرنا ہے۔ اس میں ہم ان بزرگوں سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ان خصوصیت کے ساتھ حضرت محبوب الہی کی زندگی سے جنہوں نے اخلاقی

غنیۃ الطالبین

ماترحم

آدمی قیمت میں

مکتبہ شوق حلقہ نمبر ۹ لاہور

کی شہرہ آفاق

غنیۃ الطالبین مع فتوح الغیب مترجم

سختی آؤ

دوسروں میں کامل، دوسرا ایڈیشن اصل قیمت ۲۰ روپے مفت و دواہ کے لئے ہفتی قیمت ۱۲ روپے مجموعہ ۲۰ روپے کل ۱۲ روپے پیشگی بیچ کر طلب کیجئے۔

شیخ محمد عمران

آرٹیکلر عید اللہ بنس روٹ کراچی ۱

فون نمبر ۵۳۴۹۹

دوسری سالانہ تبلیغی

کانفرنس

مسجد نہروالی گنج منیوورہ لاہور میں

ذریعہ صدارت

جائزہ شوق حلقہ نمبر ۹ لاہور

مفتد ہوگی۔

اساتے مقررین

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی

مجاہد قوم آغا شورش کشمیری

خطیب الاسلام مولانا محمد جمل صاحب

و دیگر حضرات

سیکرٹری انجمن

مسجد نہروالی

گنج منیوورہ لاہور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

محمد سرور

ہے۔

اسی جنگ میں ایک موقع پر رسول پاکؐ دشمنوں میں بکھر گئے۔ اُن بدستوں نے آپؐ پر تیر برسوں کے شروع کر دیے۔ ایک صحابی حضرت طلحہؓ نے جو دیکھا تو فوراً آگے بڑھے اور رسول اللہؐ کی طرف آئے دوسرے تیر اپنے ہاتھ پر روکے جس سے ہاتھ جھپٹنے لگے بیکار ہو گیا۔

صحابہ سے محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کے صحابہؓ اور سابقین کو جس قدر محبت تھی اور جس طرح وہ آپؐ پر جان چھوکتے تھے اس کا حال تم پڑھ چکے ہو۔ آپؐ کے صحابہؓ ہی تھے جو آپؐ کی زندگی میں آپؐ کے دست و بازو بنے۔ اور یہی تھے اسلام کی حفاظت میں اپنی جانیں لڑائیں۔ آپؐ کی وفات کے بعد صحابہؓ ہی نے آپؐ کی جگہ پر جی مشعل کو جھکنے نہ دیا۔ اور ساری دنیا کو اس سے روشن کر دیا۔

رسول پاکؐ نے اپنے صحابہؓ کی خود تربیت فرمائی تھی۔ وہ آپؐ کے صحیح شاگرد تھے، اور ان کی زندگیوں آپؐ کی تعلیم کا سچا نمونہ تھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ”میرے بعد میرے ولایت پائے ہوئے جانشینوں کی پیروی کرو۔“

ہم تک اسلام صحابہؓ ہی کے ذریعے پہنچا ہے۔ صحابہؓ نے جس طرح آپؐ کی زندگی میں اسلام کی حفاظت کی تھی، اسی طرح آپؐ کے بعد اس کی حفاظت کی اور اسے صحیح شکل میں ہم تک پہنچایا۔ صحابہؓ کے حق میں رسول پاکؐ کا ارشاد ہے کہ ”میرے صحابی شاگرد ہیں جیسے ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے۔ سیدھی راہ پر پہنچ جاؤ گے۔“

رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ ”سب سے بہتر زمانہ میرا ہے۔“ یہ زمانہ آپؐ کا اور آپؐ کے صحابہؓ کا تھا اور اسلام میں بہترین زمانہ بھی ہے۔ اور اسی کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ یہ زمانہ ہمارے لئے ایک نمونہ ہے اور اس زمانے کی عزت کرنا ہر مسلمان کا

مسئولیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کی نشانی ہے۔ اور آپؐ کی پیروی اسلام کی ضروری شرط۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ”اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے اور تم سے جو غلطیاں ہوتی ہیں وہ معاف کر دے۔“

آپؐ کی زندگی میں آپؐ کے صحابہؓ اور ساتھی آپؐ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ وہ آپؐ کے سامنے خاموش بیٹتے۔ آپؐ جو کچھ فرماتے اُسے پوری توجہ سے سنتے۔ آپؐ کی اجازت کے بغیر آپؐ کی مجلس سے اٹھ کر نہ جاتے۔ اپنے ماں باپ اور اولاد سے زیادہ آپؐ کو عزیز جانتے۔ آپؐ کے حکم پر ہر وقت جان دینے کو تیار رہتے۔

رسول پاکؐ جس سے ناراض ہوتے۔ آپؐ کے صحابہؓ اس سے ناراض ہو جاتے۔ خواہ وہ اُن کا قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوتا۔ اور جس پر آپؐ راضی ہوتے۔ آپؐ کے صحابہؓ اس سے راضی ہو جاتے۔ خواہ وہ اُن کا لڑکے سے بڑا دشمن ہی کیوں نہ ہوتا۔

رسول پاکؐ کے صحابہؓ اور آپؐ کے ساتھیوں نے آپؐ کے لئے اپنے گھر بار چھوڑے، ماں باپ چھوڑے، عزیز و اقارب کو چھوڑا، وطن سے بے وطن ہوئے، اپنیوں سے لڑے، باپوں، بیٹوں اور بھائیوں کے خلاف تلوار اٹھائی، آپؐ کی خاطر جانیں دیں اور اپنے آپؐ کو آپؐ پر مشاعرہ کر دیا۔

آپؐ سے صحابہؓ کی محبت کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ ایک جنگ میں ایک صحابی حضرت کے باب، بھائی اور خاندان تینوں شہید ہو گئے۔ جب اسے اُن کی شہادت کی خبر دی گئی تو وہ کہتی تھی کہ مجھے رسولؐ کی بات بتاؤ۔ وہ زندہ ہیں یا شہید ہو گئے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ خدا کے فضل سے صحت و سلامت ہیں۔ کچھ ٹل۔ مجھے دکھا دو جب اُس نے دُور سے آپؐ کا چہرہ مبارک دیکھا تو بے اختیار کہہ اٹھی۔

”اب ہر مصیبت برداشت کی جاسکتی

فرض ہے۔ اس زمانے کی عزت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم رسول پاکؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کی عزت کریں۔ اور ان کے اعمال کو اپنے لئے نمونہ بنائیں۔

قرآن پاک میں صحابہؓ کا بار بار ذکر آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوا ہے ”محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں جنت میں ہیں اور آپس میں برے نہیں ہوں گے۔ تم اُن کو رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھو گے اور وہ اللہ کی رضامندی اور خوشی کے حاصل کرنے میں لگے ہوں گے۔“

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

”جو کہ سے ہجرت کئے والوں (صحابہؓ) اور مدینہ میں پناہ دینے والوں (انصار) میں سے پہلے پہلے ایمان لائے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اُن کی پیروی کی۔ اور اللہ تعالیٰ اُن سب سے راضی ہوا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لئے دوسرے جہان میں طرح طرح کی نعمتیں پیدا کر رکھی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے کئی اور جگہ قرآن مجید میں صحابہؓ کی تعریف فرمائی ہے۔ اور ان سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ خود رسول پاکؐ نے صحابہؓ کی تعریف میں بہت کچھ فرمایا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ میرے صحابہؓ کے پاس میں اللہ سے دُور اور ان کو ملامت کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت رکھتا ہے۔ اور جو شخص اُن سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔ جس شخص نے اُن کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت دی۔

اہل بیت سے محبت

تم پڑھ چکے ہو کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ آپؐ کے ساتھ محبت رکھنے والا آپؐ کے صحابہؓ کے ساتھ بھی محبت رکھتا ہے۔ اور اسی طرح آپؐ کے اہل بیت (ذوالنہد والوں) کے ساتھ بھی۔ آپؐ کو اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ رضی اللہ عنہا، اُن کے دونوں صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے چچا زاد بھائی اور داماد (باقی صفحہ پر)

اَيْدِيْ
عَنِ اللّٰهِ وَالْوَرِ

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شده محکمہ تعلیم (۱) لاہور پرنٹنگ میچینری G/۶۳۲۱/۳ مئی ۱۹۵۷ء (۲) پشاور پرنٹنگ میچینری B.C. ۶۴۳-۲۴۸۱ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۵۷ء

ایک ہند کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

مسلمان قوم کو غیرت، حیثیت اور اسلام کی دعوت

قرآن عزیز

مترجم و محشی

سرفه

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

● ہر سورۃ کا عنوان ● ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور مآخذ ● ربط آیات

ہدایہ - مجلہ پارچہ چھ روپے - محصول ڈاک دو روپے - کاغذ کمینیکل نیوز
(قلم بذریعہ منی آرڈر پیش بھیجیں)

شجرہ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ

اور ترکیب ذکر جہر

سہ رنگا • آرٹ پیپر
میں سے — ڈاک خرچ ۱۳

قیمت ۲۵ پیسے — ڈاک خرچ ۱۳ پیسے

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا سید تاج محمود امری نور اللہ مرقدہ

شائع ہو گیا ہے

مدیر فی جلد سات روپے ڈاک خرچ دو روپے کل نو روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

قرآن مجید (سندھی ترجمہ)

کتابِ سُنَّتِ کِی روشنی میسر و حانی بیماریوں کا مکمل علاج

جلسہ ذکر کے مضامین کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ آپ ان مضامین کے عنوانات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کون کونساں میں کیا درج ہے۔ حضرت شیخ اتقیہ رحمہ اللہ نے مجلس ذکر کے بعد ارشادات فرماتے رہے، وہ علوم الدین میں پختہ رہتے تھے اب ان کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے پانچ حصے ہیں ہر ایک حصہ کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ مکمل سیٹ کی قیمت پانچ روپے محض، ایک ہزار روپے یا بیس لاکھ روپے (چھاصتہ درجہ طبع ہے)

خاص خاص مضامین کی فہرست
حصہ سوم

حصه دوم

حَصَّه اَوَّل

- تقویٰ اور زہد میں فرق
- عالم وحدت اور عالم کثرت
- انسان کی روحانی تربیت

- ذکر الہی کی خاصیتیں
- ذکر الہی کی تاثیر
- موت محمود

حصّہ چہارم

• آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع
کے بغیر اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق
سیدنا جوہی نہیں سکتا۔

حصه نجم

- ریا۔ سمعہ
- باطن کی اصلاح کے بغیر صحیح طریقہ سے شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا۔

ملنے کا پتہ: شمعہ تالیف و اشاعت انجمن حرام الدین، اندرون شیر نوالہ گیٹ لاہور۔